بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

شمارہ 16

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 800روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadrqadian.in

19 رمضان1443ہجری قمری • 21 شہادت1401ہجری شمسی • 21 اپریل2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ

(البقرہ:122)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 اپریل 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا اور انہوں نے کہا کہ تُو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔

خدا تعالیٰ کی شفقت

یہ لوگ ہیں کہ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے۔ ابراہیمؑ کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں گرنا چاہتے ہیں تو ان کو خدا تعالیٰ آگ سے بچاتا ہے۔ اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 564، مطبوعہ 2003ء قادیان)

روزوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے نوازتا ہے رؤیا صادقہ اور کشوف صحیحہ کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اسرار غیبیہ سے مطلع کرتا ہے

روزوں کا روحانی رنگ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا الہام انسانی قلب پر نازل ہوتا ہے اور اس کی کشفی نگاہ میں زیادہ جِلا اور نور پیدا ہو جاتا ہے درحقیقت اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی عادت تو نہیں مگر اس میں عادت سے ایک مشابہت ضرور پائی جاتی ہے۔ انسان کی طرح اس کی آنکھیں تو نہیں مگر وہ بصیر ضرور ہے اس کے کان نہیں مگر وہ سمیع ضرور ہے اسی طرح گو اس میں کوئی عادت نہیں پائی جاتی مگر اس میں یہ بات ضرور پائی جاتی ہے کہ جب وہ ایک کام کرتا ہے تو اُسے دوہراتا ہے۔ انسان میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کو ہاتھ یا پیر ہلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ انہیں بار بار ہلاتے ہیں اور عادت کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ کوئی بات بار بار کی جائے اور یہ بات اللہ تعالیٰ میں بھی ہے کہ جب وہ ایک خاص موقعہ پر اپنا فضل نازل کرتا ہے تو اس موقعہ پر بار بار فضل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ماتحت چونکہ رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا تھا، اس لئے اگر اس رسولؐ کی اتباع کی جائے جس پر قرآن کریم نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی عادت سے مشابہت رکھنے والی صفت کے ماتحت ان لوگوں کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی وجہ سے دنیا سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے تعلقات نہیں رکھتے، کھانے پینے اور سونے میں کمی کرتے ہیں، بیہودہ گوئی وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے نوازتا اور ان پر رؤیا صادقہ اور کشوفِ صحیحہ کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اسرار غیبیہ سے مطلع کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ایک الہام ہے کہ:

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس میں بھی وہی عادت والی بات بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ بہار میں اپنی رحمت کی شان دکھائی تھی اس لئے جب پھر موسم بہار آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کہتی ہے کہ اب کے میرے بندے کیا کہیں گے اس لئے ہم پھر اپنی شان دکھاتے ہیں۔ اور اگر بندے اس سے فائدہ اٹھائیں تو اگلی بہار میں پھر وہی انعام نازل ہوتا ہے غرض کلامِ الٰہی کو اگر درخت تصور کر لیا جائے تو جو صفتِ الٰہی عادت کے مشابہ ہے وہ ہر رمضان میں اسے جھنجھوڑتی ہے اور اس سے مومنوں کو تازہ بتازہ پھل حاصل ہوتے ہیں۔

پھر روزوں سے اس رنگ میں بھی روحانیت ترقی کرتی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کیلئے کھانا پینا ترک کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کیلئے اس کی راہ میں مرنے کو تیار ہے۔ اور جب وہ اپنی بیوی سے مخصوص تعلقات قطع کرتا ہے تو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کیلئے اپنی نسل کو بھی قربان کر دینے کیلئے تیار ہے اور جب وہ روزوں میں ان دونوں اقسام کے نمونے پیش کر دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی لقاء کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہونے اور روحانیت کے مضبوط ہو جانے کی وجہ سے وہ شخص ہمیشہ کیلئے گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد2، صفحہ 379، ایڈیشن 2010ء قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سحری کھانے میں برکت ہے

(1923) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

بھول سے کھانے پینے والا اپنا روزہ پورا کرے

(1933) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی بھول سے کھائے پیئے تو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے ہی اُسے کھلایا اور پلایا۔

سفر میں روزہ کوئی نیکی نہیں

(1946) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپؐ نے ایک جمگھٹا دیکھا اور ایک شخص کو جس پر سایہ کیا ہوا تھا، آپؐ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: ایک روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ کوئی نیکی نہیں۔

(صحیح بخاری، جلد3، کتاب الصوم، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ 1 اپریل 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
خلاصہ خطبہ عید الفطر حضور انور فرمودہ 2021ء
اختتامی خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء
رپورٹ: افتتاح ہومیو ڈسپنسری وٹک شاپ (اسلام آباد)
اہم سوال وجواب از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اس وقت کو ضائع مت کرو، رات کو خدا کے حضور چلاؤ اور دن کو صدقہ کرو (حضرت مصلح موعودؓ)
روزہ اور اس کے فوائد: حصول مقاصد میں کامیابی کے گُر
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال وجواب | نظم
وصایا | نماز جنازہ حاضر وغائب
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

روزہ اور اس کے فوائد حصول مقاصد میں کامیابی کے گُر

مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب مرحوم

مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جید عالم تھے، مدرسہ احمدیہ قادیان کے ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے بھی انہیں خدمت کا موقع ملا۔ بائبل کے زبردست عالم تھے۔ خاکسار نے اپنے استاذی المکرم مولانا بشیر احمد طاہر صاحب مرحوم سے یہ روایت سنی ہے کہ ایک مرتبہ جبکہ آپ کی ایک پادری سے تبلیغی گفتگو ہو رہی تھی پادری نے آپ سے پوچھا کہ کیا بات ہے بائبل کا حوالہ تو آپ دھڑا دھڑ نکالتے ہیں اور قرآن کا حوالہ نکالنے میں آپ کو وقت لگتا ہے اس پر مولانا محمد ابراہیم صاحب نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم دوسروں کے گھر کی اچھی طرح خبر رکھتے ہیں۔ آپ مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کے خسر محترم ہیں۔ روزوں کے فوائد پر مشتمل آپ کا یہ فاضلانہ مضمون سال 1952ء کے بدر سے احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ (ایڈیٹر)

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی مشکلات کو دور کرنے کیلئے کئی قسم کے ذرائع اور اسباب پیدا کر رکھے ہیں جن میں سے بعض مادی اور بعض غیر مادی یعنی روحانی ہیں۔ کسی مقصد میں کامیابی کے حصول کیلئے جہاں انسان کو مادی ذرائع کا استعمال ضروری ہے، وہاں روحانی اسباب سے کام لینا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس مضمون میں ہم صرف روحانی ذرائع کا ذکر کریں گے اور ان میں سے بھی صرف بعض کا۔

قرآن کریم میں جن روحانی اسباب و ذرائع کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان میں سے دو کا ذکر مذکورہ بالا آیت قرآنی میں کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے: اے مومنو! تم صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ وہ صبر کرنیوالوں اور صلوٰۃ کی پابندی کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کسی کام میں اپنی مدد کے حصول کیلئے صبر اور صلوٰۃ کو ذریعہ قرار دیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صبر کیا چیز ہے اور صلوٰۃ سے کیا مراد ہے۔ سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کے معنیٰ روکنے کے ہیں۔ آگے خواہ انسان اپنے آپ کو کسی اچھے کام پر روکے رکھے یا اس پر مداومت اختیار کرے۔ خواہ اپنے آپ کو بُرے کام سے روکے رکھے، دونوں صورتوں میں صبر کہلائیگا۔ گویا صبر کے معنی استقلال اور استقامت کے ہیں۔ اگر انسان اچھا کام کرنا شروع کرے یا بُرے کام سے بچنے کی کوشش کرے اور وہ اپنی اس کوشش میں مداومت اختیار کرے اور اسے لگاتار کرتا چلا جائے تو اس کا یہ کام صبر کہلائیگا۔

دوسرے معنی صبر کے معروف روزہ کے ہیں۔ گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ بتایا ہے کہ اگر تم مجھے اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہو اور تمہاری یہ خواہش ہے کہ میں تم سے محبت کروں اور تمہارے مقاصد کے پورا کرنے میں تم کو مدد دوں تو اسکا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ تم نیک کام کرو پھر ان کو کرتے چلے جاؤ اور ان سے کسی وقت بھی نہ اکتاؤ اور اپنی کوشش کو ترک نہ کرو بلکہ اسے ہمیشہ جاری رکھو اور اگر بُرے کام سے بچتے ہو تو اس سے بچتے ہی چلے جاؤ اور اس بارہ میں بھی اپنی کوشش نہ چھوڑو بلکہ اسے لگاتار جاری رکھو۔ اسی طرح اگر تم کسی کام میں کامیابی چاہتے ہو تو اس کیلئے روزے رکھو کیونکہ روزہ بھی انسان کے مقاصد میں کامیابی کیلئے بڑی مفید اور کارآمد چیز ہے۔

دوسرا ذریعہ کامیابی کا جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وہ صلوٰۃ ہے۔ صلوٰۃ کے ایک معنی نماز کے ہیں اور دوسرے معنی دعا کے ہیں۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی معیت اور نصرت حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ تم اسکی عبادت کرو اور جس طریق پر اسلام نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ نمازیں پڑھو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اسکے سامنے اسکی عبودیت کا اقرار کرو۔ اس سے محبت رکھو اور اس کا اسکے سامنے اظہار کرو۔ اسے یاد کرو۔ اسکی اطاعت کرو۔ اس سے ڈرو۔ اس سے اپنی امیدیں وابستہ رکھو۔ اس پر توکل کرو اور اسکے شکر گزار بندے بنو۔ اسکی تعظیم کرو۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ بلکہ اسکی توحید کا اقرار کرو نہ صرف قول سے بلکہ عمل سے بھی۔ غرضیکہ کسی لحاظ سے بھی تم اسکی عبادت میں کمی نہ آنے دو۔

صلوٰۃ کے معنی دعا کے بھی ہیں۔ اس لئے اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے اس بات کیلئے دعائیں بھی کرتے رہو کہ اسکی محبت معیت اور نصرت ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے اور وہ ہمیشہ تمہارے مقاصد میں تمہیں کامیاب کرے خواہ وہ مقاصد جسمانی یا مادی ہوں یا روحانی اور اخروی، اگر تم ان دو باتوں پر پورے پورے کاربند ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے ساتھ ہوگا اور جب وہ تمہارے ساتھ ہوگا تو پھر ہر میدان میں تمہاری فتح ہے۔ تم جس کام میں بھی ہاتھ ڈالو گے اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں برکت دیگا اور اس میں تمہیں کامیاب کریگا۔ وہ تم سے محبت کریگا اور تمہارا ساتھ دیگا اور تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کریگا اور تمہیں ان پر غلبہ اور فتح دیگا اور یہ فتح اور غلبہ غیر معمولی ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کمال مہربانی سے وہ ضروری باتیں بیان فرما دی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہوتی ہے اور وہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ استقلال اور روزہ صبر میں داخل ہیں۔ نماز اور دعا صلوٰۃ میں۔ گویا دو لفظوں میں چار اہم باتوں کا ذکر کر دیا ہے، جن کے ذریعہ سے انسان اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے یعنی روزہ، استقلال، نماز اور دعا۔ ان چاروں چیزوں کی اہمیت ایک معمولی انسان بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہی چار باتوں کے ذریعہ باوجود شدید مخالفت کے نہ صرف عرب جیسے جہالت سے پُر ملک کی بلکہ دیگر ممالک کی بھی کایا پلٹ دی۔ آپؐ اکیلے تھے۔ آپؐ کے مقابلہ پر مخالفین کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا مگر آپؐ نے ان باتوں کی مدد سے ایسے طریق پر اسے فتح کیا جس کی نظیر ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک ملنی ناممکن ہے۔

جہاں آپؐ نے بے نظیر استقلال، استقامت و مداومت سے کام لیا۔ جہاں اپنی لگاتار رات دن کی ان تھک عبادتوں اور دعاؤں کے ذریعہ سے کائنات عالم کی ہستی کو ہلا دیا، وہاں آپؐ نے باوجود شدید اور گوناگوں مصروفیات اور محنت اور جفاکشی کے کاموں کے روزوں سے بھی کام لیا۔ وہ روزے فرض بھی تھے اور نفل بھی۔ باوجود اسکے کہ آپؐ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور باوجود اس کے کہ آپ کی نو بیویاں تھیں اور خوراک کی کوئی اعلیٰ درجہ کی صورت نہ تھی بلکہ اس درجہ معمولی حالت تھی کہ بعض اوقات آپؐ کے ہاں کھانے کو بھی کم ہی ہوتا تھا اور ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کو بڑے بڑے مشقت کے کام خود ہی کرنے پڑتے تھے اور قوم کی تمام ذمہ داریاں آپؐ کے سر پر تھیں اور تمام قومی کام آپؐ خود ہی سرانجام دیتے تھے، آپؐ برابر روزے رکھتے تھے اور بعض اوقات وصال بھی کیا کرتے تھے یعنی لگاتار روزے رکھے اور درمیان میں نہ افطار کرتے نہ سحری کھاتے اور یہ ایسی چیز ہے کہ دوسرے لوگ اسکی طاقت نہیں رکھتے۔ بہر حال اس سے روزے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

یہ روزے فرضی بھی تھے اور نفلی بھی۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ جہاں آپؐ خود نفلی روزے رکھتے تھے وہاں آپؐ صحابہ کو بھی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ قرآن کریم سے بھی روزہ کی اہمیت کا علم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس کے متعلق ترغیب دلانے کیلئے اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ روزے صرف تم پر فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے کیونکہ یہ نہایت ضروری چیز ہے۔ تمہیں بھی اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

چنانچہ اس سنت قدیمہ کے ماتحت ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔ ناقل) کی دور بین نگاہ نے روزہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر ابتدائے زمانہ درویشی سے ہی جہاں دعاؤں، تہجد با جماعت اور استقلال کی خاص طور پر تاکید فرمائی وہاں روزوں کے متعلق بھی تاکید فرمائی۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے اور خوشی کی بات ہے کہ ہمارے درویش بھائی شروع سے اب تک ہفتہ میں ایک یا دو بار روزہ رکھتے چلے آئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ خاص سلوک کرتا رہا ہے اور اسکی خاص تائیدات ان کے شامل حال رہی ہیں۔

اس بات کو دیکھ کر خاکسار کے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ اس جگہ روزوں کے بعض فوائد کا ذکر کیا جائے تاکہ احباب کو روزوں کے متعلق مزید توجہ پیدا ہو اور وہ ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل اور رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ان کو ان کے مقاصد دینی و دنیوی، ذاتی و جماعتی میں کامیاب و کامران کرے۔ آمین۔

روزہ کے فوائد

(1) روزہ کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو ٹرینڈ کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح دنیوی حکومتیں اپنی فوجوں کو ٹیریٹوریل فورس کے ذریعہ ٹرینڈ کرتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو روزہ کے ذریعہ سے اس قابل بنانا چاہتا ہے کہ وہ مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنے اور جفاکش اور محنت سے کام کرنے کے عادی بن جاویں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں مسلمان اس قدر محنتی اور جفاکش اور ٹرینڈ تھے کہ وہ مشکلات اور مصائب کا خوب مقابلہ کرتے تھے کیونکہ اس کے ذریعہ سے ان میں قوت برداشت پیدا ہو جاتی تھی جسکی وجہ سے وہ مشکلات و مصائب سے گھبراتے نہ تھے۔ روزہ کے ذریعہ سے انسان عیش و آرام اور پست ہمتی سے دور ہو جاتا ہے۔

(2) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے ظاہری حواس کو دبا کر حواس باطنہ کو اُبھارنا چاہتا ہے کیونکہ اس طرح کرنے سے انسان کی روحانیت تیز ہو جاتی ہے اور عالم بالا کے انکشاف اس پر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک الٰہی اشارہ کے ماتحت دعویٰ سے قبل ایک لمبا عرصہ تک روزے رکھے جن کے نتیجہ میں آپؑ پر انوار سماویہ کا نزول ہوا۔

(3) روزہ کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے روزہ دار کے اندر اپنے دوسرے غریب و نادار اور بیکس بھائیوں کی تکلیف کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ ان کی مدد کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور اس طرح ایک طرف وہ قوم کے ایک کمزور حصہ کی حالت کو سنوارنے کا موجب بنتا ہے اور دوسری طرف ان کے دلوں میں اسکی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے اور ان کی دی ہوئی دعاؤں کا وہ مستحق بن جاتا ہے اور تیسرے وہ قومی شیرازہ کے اتحاد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

(4) روزہ کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسانی ضروریات بہت حد تک کم ہو کر اقتصادی پہلو سے اسے اور ملک و قوم کو بہت سا فائدہ پہنچتا ہے اور اس طرح قومی ضروریات کے پورا کرنے کیلئے اسکے پاس مال بچ جاتا ہے۔ یہ گویا کھانے پینے اور دیگر خواہشات نفسانی کے پورا کرنے پر ایک قسم کا کنٹرول ہے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں ہندوستان میں بعض لوگوں نے غلہ کی قلت اور قحط کے پیش نظر یہ تجویز پیش کی تھی کہ لوگ کچھ وقفہ کے بعد روزہ رکھا کریں مگر اسلام نے تو پہلے ہی روزہ کے ذریعہ سے اس بات کو پیش کیا ہوا ہے اور اس کیلئے ایک مہینہ کے روزے مقرر کر دیئے ہوئے ہیں۔ یہ اس کا قومی و اقتصادی فائدہ ہے۔

(5) روزہ کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ حلال چیزوں کو چھڑا کر حرام اور ناجائز چیزوں سے بچنے کا سبق دیا ہے اور اس بات کی عملی تلقین کی ہے۔ جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ مَیں نے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے حلال چیزوں کو چھوڑ دیا ہے تو وہ ناجائز اور حرام چیزوں سے بدرجہ اولیٰ بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

(6) روزہ کا چھٹا فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان اپنے جذبات مثلاً غصہ وغضب پر قابو پانے کے قابل بن جاتا ہے کیونکہ روزہ میں خاص طور پر ان باتوں سے بچنے کی مشق کرائی جاتی ہے اور تعلیم کے علاوہ عملی رنگ میں ان باتوں سے بچنے کی پریکٹس کرائی جاتی ہے۔ اس طرح انسان کے اندر رحم اور عفو کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔

(7) روزہ کا ساتواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے دعاؤں کی قبولیت کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے جیسا کہ رمضان کے مہینہ میں لوگ خاص طور پر ذکر الٰہی اور دعا میں لگ جاتے ہیں اور اسکی وجہ سے لوگوں کی توجہ خاص طور پر دعا کی طرف ہو جاتی ہے۔

(8) روزہ کا آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اس کا بندہ اس کے حکم کے ماتحت اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے اور اسے آرام پہنچانے سے رُکا رہا ہے تو خدا اسکی دعا کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں بھی آتا ہے کہ روزہ دار کے افطار کے وقت کی دعا ضرور سنی جاتی ہے جس سے روزہ کا دعا کے ساتھ تعلق ظاہر ہے۔ گویا روزہ دعا کی قبولیت میں غیر معمولی طور پر ممد و معاون ہے۔

(9) روزہ کا نواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے پاک ہے۔ انسان بھی گو ان باتوں کو ہمیشہ کیلئے چھوڑنے پر قادر نہیں مگر ایک معین وقت تک کیلئے چھوڑ کر اسکے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی کو خوشنودی کا باعث ہے۔

(10) روزہ کا دسواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے اندر شکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک عرصہ تک جب وہ بھوکا پیاسا رہتا اور بیوی سے الگ رہتا ہے اور بیوی اس سے الگ رہتی ہے تو ان کے اندر جذباتِ شکر و امتنان پیدا ہوتے ہیں اور وہ ان نعمتوں کی قدر کرنا سیکھتا ہے اور اس طرح وہ پہلے سے بھی زیادہ خدا تعالیٰ کے انعام اور فضلوں کا مورد بنتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم ایک ایسے مقام پر کھڑے ہو گئے تھے
کہ اگر اللہ ہم پر ابوبکرؓ کے ذریعہ احسان نہ فرماتا تو قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب تقریباً سارے عرب نے ارتداد اختیار کر لیا اور بعض لوگوں نے کلی طور پر اسلام سے دُوری اختیار کر لی اور بعض نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سب کے خلاف قتال کیا، کتبِ تاریخ اور سیرت میں ایسے تمام افراد کیلئے مرتدین کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کی وجہ سے بعد میں آنے والے سیرت نگار اور علماء کو غلطی لگی یا وہ غلط تعلیم پھیلانے کا باعث بنے کہ گویا مرتد کی سزا قتل ہے اور اسی لیے حضرت ابوبکرؓ نے تمام مرتدین کے خلاف اعلان جہاد کیا اور ایسے سب لوگوں کو قتل کروا دیا سوائے اس کے کہ وہ دوبارہ اسلام قبول کر لیں

آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہؐ، کتبِ تفاسیر قرآن اور تاریخ اسلام
نیز ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کی روشنی میں اسلام میں قتلِ مرتد کی سزا کے عنوان پر سیر حاصل بحث

مکرم محمد بشیر شاد صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ (امریکہ)، مکرم رانا محمد صدیق صاحب سیالکوٹ اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد خواجہ صاحب اسلام آباد کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم/اپریل 2022ء بمطابق یکم/شہادت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کے فتنوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف سر الخلافہ میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’ابن خلدون نے ......لکھا ہے ’’عرب کے عوام وخواص مرتد ہو گئے اور بنو طے اور بنو اسد طُلَیحہ کے ہاتھ پر جمع ہو گئے اور بنو غطفان مرتد ہو گئے۔ اور بنو ہَوازِن متردّد ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینی روک دی۔ نیز بنو سُلَیم کے سردار مرتد ہو گئے اور اسی طرح ہر جگہ پر باقی لوگوں کا بھی یہی حال تھا۔‘‘ ابنِ اثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ......عرب مرتد ہو گئے۔ ہر قبیلہ میں سے عوام یا خواص اور نفاق ظاہر ہو گیا اور یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں کی اپنے نبیؐ کی وفات کی وجہ سے، نیز اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کے باعث ایسی حالت ہو گئی تھی جیسی بارش والی رات میں بھیڑ بکریوں کی ہوتی ہے‘‘ یعنی خوف سے ایک جگہ اکٹھی ہو جاتی ہیں اور پناہ تلاش کرتی ہیں۔ ’’اس پر لوگوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ لوگ صرف اسامہ کے لشکر کو ہی مسلمانوں کا لشکر سمجھتے ہیں۔ اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں عربوں نے آپؓ سے بغاوت کر دی ہے پس مناسب نہیں کہ آپ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے الگ کر لیں۔ اس پر (حضرت) ابوبکرؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر مجھے اس بات کا یقین بھی ہو جائے کہ درندے مجھے اچک لیں گے تب بھی مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اسامہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا۔ جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اسے منسوخ نہیں کر سکتا۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عبداللہ بن مسعودؓ کا حوالہ دے کے فرماتے ہیں کہ ’’عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم ایک ایسے مقام پر کھڑے ہو گئے تھے کہ اگر اللہ ہم پر ابوبکرؓ کے ذریعہ احسان نہ فرماتا تو قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ آپؓ نے ہمیں اس بات پر اکٹھا کیا کہ ہم بنت مخاض‘‘ یعنی ’’(ایک سالہ اونٹنی) اور بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) کی (زکوٰۃ کی وصولی کیلئے) جنگ لڑیں اور یہ کہ ہم عرب بستیوں کو کھا جائیں اور ہم اللہ کی عبادت کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ موت ہمیں آ لے۔‘‘

(سر الخلافہ اردو ترجمہ، صفحہ نمبر 189، 188 حاشیہ، شائع کردہ نظارت اشاعت)

یہ جو بحث چل رہی ہے اس میں بعض غلط فہمیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں اور یہ سوال بھی اٹھایا جا سکتا ہے کہ کیا اسلام میں ارتداد کی سزا قتل ہے؟ اس بارے میں مختصر بیان کر دیتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب تقریباً سارے عرب نے ارتداد اختیار کر لیا اور بعض لوگوں نے کُلّی طور پر اسلام سے دُوری اختیار کر لی اور بعض نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سب کے خلاف قتال کیا۔ کتبِ تاریخ اور سیرت میں ایسے تمام افراد کیلئے مرتدین کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے بعد میں آنے والے سیرت نگار اور علماء کو غلطی لگی یا وہ غلط تعلیم پھیلانے کا باعث بنے کہ گویا مرتد کی سزا قتل ہے اور اسی لیے حضرت ابوبکرؓ نے تمام مرتدین کے خلاف اعلانِ جہاد کیا اور ایسے سب لوگوں کو قتل کروا دیا سوائے اسکے کہ وہ دوبارہ اسلام قبول کر لیں اور یوں ان مؤرخین اور سیرت نگاروں نے حضرت ابوبکرؓ کو عقیدہ ختم نبوت کا محافظ اور اسکے ہیرو کے طور پر پیش کیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خلافت راشدہ کے اس دور میں ختم نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کے اس طرح کے تحفظ کی کوئی سوچ یا نظریہ موجود ہی نہیں تھا اور نہ ہی ان لوگوں کے خلاف اس لیے تلوار اٹھائی گئی تھی کہ ختمِ نبوت کو کوئی خطرہ تھا یا مرتد کی سزا چونکہ قتل تھی اس لیے ان کو قتل کیا جائے۔ اس کی تفصیل تو آگے بیان ہو گی اور اس بارے میں تو بیان ہو گا کہ ان کے خلاف اعلان جنگ کیوں کیا گیا؟ لیکن اس سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ کیا قرآن کریم نے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتد کی سزا قتل بیان کی ہے یا کوئی اَور سزا بھی مقرر کی ہے؟

اسلامی اصطلاح میں مرتد اس کو کہا جاتا ہے جو دینِ اسلام سے انحراف کر جائے اور اسلام قبول کرنے کے بعد پھر دائرۂ اسلام سے نکل جائے۔ جب ہم قرآنِ کریم کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر مرتد ہونے والوں کا باقاعدہ ذکر تو فرمایا ہے لیکن ان کے لیے قتل یا کسی بھی قسم کی دنیاوی سزا دینے کا ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ چند آیات نمونے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ پہلی آیت یہ ہے کہ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (البقرۃ:218) یعنی اور تم میں سے جو بھی اپنے دین سے برگشتہ ہو جائے پھر اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی ضائع ہو گئے اور آخرت میں بھی اور یہی وہ لوگ ہیں جو آگ والے ہیں۔ اس میں وہ بہت لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ تم میں سے جو کوئی مرتد ہو جائے اور آخر کار اسی کفر کی حالت میں مر جائے۔ اس سے خوب واضح ہو رہا ہے کہ مرتد کی سزا قتل نہ تھی کیونکہ اگر اس کی سزا قتل ہوتی تو یہ بیان نہ ہوتا کہ ایسا مرتد آخر کار کفر کی حالت میں مر جائے۔

پھر ایک جگہ فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدۃ:55) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو ضرور اللہ اس کے بدلے ایک ایسی قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت کرتا ہو اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں۔ مومنوں پر وہ بہت مہربان ہوں گے اور کافروں پر بہت سخت۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہ رکھتے ہوں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس جگہ بھی مرتد ہونے والوں کا ذکر فرماتے ہوئے مومنوں کو یہ خوش خبری تو دی گئی کہ ایسے لوگوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قوموں کی قومیں عطا فرمائے گا لیکن کہیں یہ ذکر نہیں فرمایا کہ مرتد ہونے والوں کو قتل کر دو یا فلاں فلاں سزا دو۔

پھر ایک اَور آیت جو کہ ہر قسم کے شکوک وشبہات اور سوالات کو ختم کر دینے والی ہے وہ سورۃ النساء کی یہ آیت ہے۔ فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا (النساء:138) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کر دیا۔ پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا۔ پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کر دے اور انہیں راستہ کی ہدایت دے۔

پس بڑی واضح نفی ہے اس میں کہ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے اور یہی تشریح ہمارے لٹریچر میں بھی کی جاتی ہے اور مفسرین نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسکی تھوڑی سی وضاحت اپنے ترجمۃ القرآن

میں اس طرح فرمائی ہے کہ ’’یہ آیت اس عقیدہ کی نفی کرتی ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ فرمایا اگر کوئی مرتد ہو جائے، پھر ایمان لے آئے، پھر مرتد ہو جائے، پھر ایمان لے آئے تو اسکا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور اگر کفر کی حالت میں مرے گا تو لازمی طور پر جہنمی ہوگا۔ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو اسکے بار بار ایمان لانے اور کفر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔‘‘ (قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، صفحہ 158 حاشیہ)

اسکے علاوہ قرآن کریم میں کچھ اَور آیات ہیں جو اصولی طور پر قتل مرتد کی نفی کرنے والی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (الکھف:30) اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔ یقیناً ہم نے ظالموں کیلئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیرے میں لے لیں گی اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انہیں ایسا پانی دیا جائے گا جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو اُن کے چہروں کو جھلس دے گا۔ بہت ہی بُرا مشروب ہے اور بہت ہی بُری آرام گاہ ہے۔

دین میں کسی قسم کے جبر کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ:257) دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

قرآنِ کریم کی کچھ آیات بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں جن میں دین کے نام پر کسی بھی قسم کی سختی، جبر اور سزا کی نفی کی گئی ہے اور مرتد ہونے والوں کا ذکر کر کے کسی بھی قسم کی سزا کا ذکر نہ کرنا ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ مرتد ہونے والے کیلئے شریعتِ اسلامی کوئی جسمانی اور دنیاوی سزا مقرر نہیں کرتی۔

اسی قرآنی تعلیم اور نظریہ کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں جگہ جگہ منافقین کا ذکر موجود ہے اور منافقین کی برائیاں اس قدر زور سے بیان کی گئی ہیں کہ کفار کی برائیوں کا بھی اس طرح ذکر نہیں۔ ان لوگوں کو فاسق بھی کہا گیا ہے۔ ان کو کافر بھی کہا گیا ہے۔ ان کے بارے میں اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرنے کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ایسے کسی بھی منافق کیلئے نہ تو کسی قسم کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے اور تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ نہ ہی کسی منافق کو ان کے نفاق کی بنا پر کوئی سزا دی گئی۔ چنانچہ منافقین کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے: قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ (التوبۃ:53-54) تو کہہ دے کہ خواہ تم خوشی سے خرچ کرو خواہ کراہت کے ساتھ ہرگز تم سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یقیناً تم ایک بدکردار قوم ہو۔ اور انہیں کسی چیز نے اس بات سے محروم نہیں کیا کہ ان سے ان کے اموال قبول کیے جائیں سوائے اسکے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کا انکار کر بیٹھے تھے نیز یہ کہ وہ نماز کے قریب نہیں آتے تھے مگر سخت سستی کی حالت میں۔ اور خرچ بھی نہیں کرتے تھے مگر ایسی حالت میں کہ وہ سخت کراہت محسوس کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ میں منافقین کو فاسق قرار دیا اور اللہ اور اس کے رسول کا کفر کرنے والا قرار دیا۔ پھر ان کے کفر کی شدت کا ذکر مزید اس آیت میں بیان کیا کہ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (التوبۃ:74) وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ وہ یقیناً کفر کا کلمہ کہہ چکے ہیں جبکہ وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور وہ ایسے پختہ ارادے رکھتے تھے جنہیں وہ پا نہیں سکے۔ اور انہوں نے مومنوں سے پرخاش نہ رکھی مگر صرف اس وجہ سے کہ اللہ اور اسکے رسول نے ان کو اپنے فضل سے مالا مال کر دیا۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کیلئے بہتر ہوگا۔ ہاں اگر وہ پھر جائیں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور ان کیلئے ساری زمین میں نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔

اسی طرح سورہ توبہ میں آیت 66 میں فرمایا۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر بن گئے ہو لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ کوئی عذر پیش نہ کرو۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ کوئی عذر پیش نہ کرو یقیناً تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔

اسی طرح منافقین کے متعلق پوری سورۃ المنافقین نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ (المنافقون:3-4) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پس وہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ یقیناً بہت بُرا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر انکار کر دیا تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی پس وہ سمجھ نہیں رہے۔ یہاں بھی ان لوگوں کے ایمان لانے اور اس کے بعد پھر کفر اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن کسی قسم کی کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی اور نہ ہی دی گئی۔

غرض اسی طرح کی بہت سی آیات ہیں جن میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے کہ جو ایمان لاتے ہیں اور پھر اعلانیہ یا عملی طور پر کفر اختیار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو فاسق اور کافر اور مرتد تو کہا گیا ہے لیکن ان کیلئے قتل وغیرہ کی کوئی سزا مقرر نہیں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ قرآن کریم کے بعد اب اس بارے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس مبارک وجود پر قرآن کریم اتارا گیا، جو كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ کا مصداق وجود تھا، جس نے اپنے عمل سے قرآن کریم کے احکامات نافذ کرتے ہوئے اپنا نمونہ اور اسوہ پیش کیا اس مبارک ہستی نے مرتد کے حوالے سے کیا فرمایا۔

صحیح بخاری میں درج ذیل واقعہ اس امر کا فیصلہ کر دیتا ہے کہ مرتد کیلئے محض ارتداد کے جرم میں کوئی شرعی حد مقرر نہ تھی۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام قبول کرتے ہوئے آپؐ سے بیعت کی۔ اگلے روز اعرابی کو مدینہ میں بخار ہو گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیعت مجھے واپس دے دیں۔ پھر وہ دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ میری بیعت مجھے واپس دے دیں۔ آپؐ نے تین مرتبہ انکار فرمایا۔ اس کا جواب نہیں دیا۔ پھر وہ اعرابی مدینہ سے چلا گیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے وہ میل کو نکال دیتا ہے اور اصل پاکیزہ چیز کو خالص کر دیتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، بَابٌ: اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ، حدیث 1883)

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ نے اپنی تصنیف ’’قتل مرتد اور اسلام‘‘ (یہ ان کی ایک کتاب تھی۔ یہ کتاب جو تھی یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نگرانی میں تیار کی گئی تھی اس) میں یہ حدیث درج کی ہے اور اسکے بعد لکھتے ہیں کہ اس شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بار بار آنا بھی ظاہر کرتا ہے کہ مرتد کیلئے قتل کی سزا مقرر نہ تھی ورنہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتا بلکہ کوشش کرتا کہ بلا اطلاع چپکے سے نکل جائے اور کسی پر ظاہر نہ کرتا کہ وہ ارتداد اختیار کرنا چاہتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ارتداد کو روکنے کیلئے شریعت اسلام میں مقرر کی گئی ہے اور اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ لوگوں کو اسلام پر رہنے کیلئے مجبور کیا جائے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اس شخص کو متنبہ نہ کیا جو بار بار آپؐ کے پاس آ رہا تھا اور کیوں یہ نہ کہہ دیا کہ یاد رکھو کہ اسلام میں ارتداد کی سزا قتل ہے۔ اگر تم ارتداد اختیار کرو گے تو تمہیں قتل کیا جائے گا اور جبکہ وہ بار بار ارتداد کا ارادہ ظاہر کرتا تھا اور خوف تھا کہ وہ مرتد ہو کر چلا جائے گا۔ پھر ایسی صورت میں کیوں اس پر پہرہ مقرر نہ کیا گیا تا کہ اگر وہ مرتد ہو کر جانے لگے تو اس کو پکڑ لیا جاوے اور اس پر شرعی حد جاری کی جاوے۔ کیوں صحابہ نے اس کو یہ نہ کہا کہ میاں اگر جان کی خیر چاہتے ہو تو ارتداد کا نام نہ لو کیونکہ اس شہر میں تو یہ قاعدہ جاری ہے کہ جو شخص اسلام لا کر پھر ارتداد اختیار کرتا ہے اس کو فوراً قتل کر دیا جاتا ہے۔ پس اس اعرابی کا بار بار ارتداد کا اظہار کرنا اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بار بار جانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ارتداد کے نتیجہ سے متنبہ نہ کرنا اور نہ صحابہ کو اس کے قتل کا حکم سنانا اور آخر کار اس کا بغیر کسی قسم کے تعرض کے مدینہ سے نکل جانا یہ سب امور صاف طور پر اس امر کے شاہد بین ہیں کہ اسلام میں مرتد کے لیے کوئی شرعی حد مقرر نہ تھی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے نکل جانے پر ایک طرح کی خوشی کا اظہار کرنا اور فرمانا کہ مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو پاکیزہ جوہر سے جدا کر دیتا ہے صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ اس اصول کے مخالف تھے کہ کسی کو جبر سے اسلام پر رکھا جاوے اور لوگوں کو جبری ذرائع اختیار کر کے ارتداد سے روکا جائے بلکہ اگر ناپاک انسان مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جاتا تو آپؐ اس پر ناخوش نہیں ہوتے تھے اور آپ یہ کوشش نہیں فرماتے تھے کہ اس کو اس کی مرضی کے خلاف جبراً اسلام میں رکھا جائے بلکہ ایسے شخص کا چلا جانا آپؐ کے نزدیک گویا خس کم جہاں پاک کے مصداق تھا۔ اگر آپؐ کا یہ اصول ہوتا کہ جو شخص ایک دفعہ اسلام میں داخل ہو جائے اس کو ہر ممکن ذریعہ سے اسلام میں رہنے کیلئے مجبور کیا جائے اور اگر وہ کسی طرح بھی نہ مانے تو اس کو قتل کیا جائے تا اس کی مثال دوسروں کیلئے عبرت ہو تو چاہیے تھا کہ آپ اس اعرابی کے جانے پر خفا ہوتے اور صحابہ کو ڈانٹتے کہ تم نے اس کو کیوں جانے دیا؟ کیوں اس کو پکڑ کر قتل کی دھمکی نہ دی اور چاہیے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو حکم دیتے کہ دوڑو اور جہاں ہو اس خبیث کو پکڑ لاؤ تا اس کو قتل کی سزا دی جائے مگر آپؐ نے ایسا نہ کیا بلکہ دوسرے الفاظ میں یہ فرمایا کہ اچھا ہوا وہ چلا گیا۔ وہ اس قابل نہ تھا کہ مسلمانوں میں رہے۔ خدا تعالیٰ نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے ہم سے جدا کر دیا۔ غرض اس اعرابی کی مثال ایک قطعی اور یقینی ثبوت اس امر کا ہے کہ مرتد کیلئے کوئی شرعی سزا مقرر نہ تھی اور مسلمانوں میں قطعاً یہ طریق جاری نہ تھا کہ وہ ہر ایک مرتد کو محض اس کے ارتداد کی وجہ سے قتل کر دیتے۔

(ماخوذ از قتل مرتد اور اسلام از مولوی شیر علی صاحب، صفحہ 109 تا 111، مطبوعہ 1925ء)

دوسرا ثبوت اس امر کا کہ مرتد کیلئے کوئی شرعی حد مقرر نہ تھی وہ شرائط ہیں جن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں مشرکین مکہ کے ساتھ صلح کی۔ صلح حدیبیہ کی حدیث میں لکھا ہے جو براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن مشرکین کے ساتھ تین باتوں پر صلح کی۔ پہلی شرط یہ تھی کہ اگر مشرکین میں سے کوئی شخص مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے تو آپ اس کو مشرکین کی طرف واپس کر دیں گے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مرتد ہو کر مشرکین کی طرف چلا جائے تو مشرکین اس کو آپ کی طرف واپس نہیں کریں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ، حدیث 2700)

اس صلح نامہ کی دوسری شرط سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مرتد کیلئے کوئی شرعی حد مقرر نہ تھی کیونکہ اگر ارتداد کیلئے شریعت اسلام میں یہ سزا مقرر ہوتی کہ اس کو قتل کیا جائے تو شرعی حد کے معاملہ میں بھی کبھی آپؐ مشرکین کی بات قبول نہ فرماتے۔ اسکے علاوہ بھی ایسے کئی واقعات ہیں جن سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں چند لوگوں نے دین اسلام سے ارتداد اختیار کیا لیکن محض ارتداد کی وجہ سے ان سے کوئی تعارض نہ کیا گیا تاوقتیکہ انہوں نے محاربت اور بغاوت جیسے افعالِ شنیعہ کا ارتکاب نہ کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن مجید کی ایک اَور آیت سے بھی اس مسئلے کو یوں واضح فرمایا ہے کہ ’’وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ‘‘ فرمایا کہ اس ’’میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تلوار کی بجائے تبلیغ سے کام لینا ہی ایک دیرینہ اصول ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اسی اصول کو اختیار کیا تھا۔ اور ان کے زمانہ کے لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی ارشاد ہوا تھا کہ ہمارے اس رسول کا کام صرف بات پہنچا دینا ہے تلوار سے منوانا

نہیں اور یہی سارے قرآن کا خلاصہ ہے کہ دلیل کے ساتھ بات منوانا مذہبی لوگوں کا کام ہوتا ہے۔

جبر سے منوانا مذہبی لوگوں کا کام نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اب تک دنیا اس مسئلہ کو نہیں سمجھی بلکہ خود مسلمانوں میں بھی قتل مرتد کو جائز سمجھا جاتا ہے۔'' حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''حالانکہ کسی کا عقیدہ جھوٹ ہو یا سچ، عقیدہ رکھنے والا اسے بہرحال ویسا ہی سچا سمجھتا ہے جیسے ایک مسلمان اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے۔ عیسائیت جھوٹی سہی مگر سوال تو یہ ہے کہ دنیا کا اکثر عیسائی عیسائیت کو کیا سمجھتا ہے۔ وہ یقیناً اسے سچا سمجھتا ہے۔ ہندو مذہب جھوٹا ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ دنیا کا اکثر ہندو اپنے مذہب کو کیا سمجھتا ہے۔ وہ یقیناً اسے سچا سمجھتا ہے۔ یہودی مذہب یقیناً اس وقت سچا نہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ یہودیوں کا اکثر حصہ یہودیت کو کیا سمجھتا ہے۔ وہ یقیناً اسے سچا سمجھتا ہے۔ پس اگر اِس بات پر کسی کو قتل کرنا جائز ہے کہ میں سمجھتا ہوں میرا مذہب سچا ہے دوسرے کا نہیں۔'' صرف یہی بات اگر ہے ''تو پھر ایک عیسائی کو یہ کیوں حق حاصل نہیں کہ وہ جس مسلمان کو چاہے قتل کر دے۔ ایک ہندو کو کیوں حق حاصل نہیں کہ وہ جبراً دوسروں کو ہندو بنا لے یا انہیں مار ڈالے۔ چین میں کنفیوشس مذہب کے پیروؤں کو یہ کیوں حق نہیں کہ وہ زبردستی لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کر لیں۔ فلپائن میں جہاں اب بھی پندرہ بیس ہزار مسلمان ہے۔'' اس زمانے میں جب آپؓ نے بیان فرمایا۔ اب تو زیادہ ہیں۔ ''عیسائیوں کو کیوں حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنا لیں۔ امریکہ کو کیوں حق حاصل نہیں کہ وہ جبراً ان مسلمانوں کو جو اسکے ملک میں رہتے ہیں عیسائی بنا لے۔ روس کو کیوں حق حاصل نہیں کہ وہ جبراً سب کو عیسائی بنا لے یا جبراً سب کو کمیونسٹ بنا لے۔ اگر مسلمان دوسروں کو جبراً اپنے عقیدہ پر لا سکتے ہیں تو ویسا ہی حق عقلاً دوسروں کو بھی حاصل ہے لیکن کیا اس حق کو جاری کر کے دنیا میں کبھی امن قائم رہ سکتا ہے۔

کیا اس حق کو جاری کر کے تم اپنے بیٹے کو بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ مسئلہ ٹھیک ہے یا بیوی کو بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ مسئلہ ٹھیک ہے کہ عیسائیوں کا حق ہے کہ وہ مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنا لیں۔ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ عیسائیوں کو زبردستی مسلمان بنا لیں۔ ایران والوں کا حق ہے کہ وہ سب حنفیوں کو زبردستی شیعہ بنا لیں اور حنفیوں کا حق ہے کہ وہ سب کو زبردستی سنّی بنا لیں۔ غرض یہ ایسی عقل کے خلاف بات ہے کہ کوئی انسان اس کو ایک منٹ کیلئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ گذشتہ انبیاء کی قوموں نے جب بھی خدائی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا تو خدا تعالیٰ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے یہی فرمایا کہ اَنُلۡزِمُکُمُوۡهَا وَ اَنۡتُمۡ لَهَا كٰرِهُوۡنَ (ہود:29) یعنی اگر تم خود ہدایت لینا پسند نہیں کرتے تو ہم جبراً تمہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن افسوس کہ موجودہ زمانے میں مسلمانوں میں اس اصل کا انکار کرنے والے لوگ بھی موجود ہیں'' اور اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ اکثریت مسلمانوں کی یہی کہتی ہے۔ ''اگر دنیا اس مسئلہ کو سمجھ جائے تو یقیناً ظلم اور تعدی مذہبی اور سیاسی امور میں بند ہو جائے۔ نہ لوگ اپنے عقیدے لوگوں پر جبراً ٹھونسیں اور نہ اپنے سیاسی نظام دوسرے ملکوں میں جبراً جاری کرنے کی کوشش کریں۔'' (تفسیر کبیر، جلد7، صفحہ 606-607)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''مَیں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ یعنی دینِ اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا اور جبر کے کونسے سامان تھے۔ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے، باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں۔ اور جب ہزار تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمنوں کو شکست دے دیں اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کیلئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں۔ اور خدا کی توحید کے پھیلانے کیلئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں۔ اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اٹھا کر چین تک پہنچیں نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر اور اس ملک میں پہنچ کر دعوتِ اسلام کریں جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ان کے بابرکت وعظ سے کئی کروڑ مسلمان اس زمین میں پیدا ہو جائیں۔ اور پھر ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں اور بہت سے حصہ آریہ ورت کو اسلام سے مشرف کر دیں اور یورپ کی حدود تک لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز پہنچا دیں۔ تم ایماناً کہو کہ کیا یہ کام ان لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نورِ ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے۔'' (پیغام صلح، روحانی خزائن، جلد23، صفحہ 468-469)

ان آیاتِ قرآنیہ اور ارشادات کی روشنی میں یہ تو ثابت ہو گیا کہ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرتد کی سزا قتل نہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین کو کیوں قتل کیا اور قتل کرنے کا حکم دیا؟

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے بڑی آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں مرتد ہونے والے صرف مرتد ہی نہیں تھے بلکہ وہ باغی تھے اور خونخوار ارادوں کے حامل باغی تھے جنہوں نے نہ صرف یہ کہ ریاستِ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو قتل کرنے کے بھیانک منصوبے بنائے بلکہ مختلف علاقوں میں مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔ ان کے اعضاء کاٹ کر ان کو مارا گیا۔ انہیں زندہ آگ میں جلایا گیا۔ یہ مرتدین ظلم و ستم اور قتل و غارت اور بغاوت اور لوٹ مار جیسے بھیانک جرائم کا ارتکاب کرنے والے لوگ تھے جس کی وجہ سے دفاعی اور انتقامی کارروائی کے طور پر ان محارب لوگوں سے جنگ کی گئی اور جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُهَا کے تحت ان کو بھی ویسی ہی سزائیں دے کر قتل کرنے کے احکامات صادر کیے گئے جیسے جرائم کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔ چنانچہ تاریخ اور سیرت کی کتابوں سے کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ خَارِجہ بن حِصْن جو مرتدین میں سے تھا اپنی قوم کے کچھ سوار لے کر مدینہ کی طرف بڑھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اہلِ مدینہ کو جنگ کیلئے نکلنے سے قبل ہی روک دے یا انہیں غفلت میں پا کر حملہ کر دے۔ چنانچہ اس نے حضرت ابوبکرؓ اور آپؓ کے ساتھ کے مسلمانوں پر اس وقت چھاپہ مارا جبکہ وہ لوگ بے خبر تھے۔

(تاریخ الخمیس، جلد3، صفحہ 173، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ 2009ء)

مرتدین نے نہ صرف مدینہ پر حملہ کیا بلکہ جب حضرت ابوبکرؓ نے انہیں شکست دی تو انہوں نے صادق الایمان مسلمانوں کو بھی تہ تیغ کر دیا جو اُن قوموں میں بستے تھے جیسا کہ گذشتہ خطبہ میں اس کا مَیں ذکر کچھ کر چکا ہوں اور جو باوجود اپنی قوم کے مرتد ہو جانے کے اسلام پر قائم رہے تھے۔

چنانچہ علامہ طبری لکھتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے مختلف حملہ آور قبائل کو شکست دی تو بنو ذُبیان اور عَبْس اُن مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے جو اُن میں رہتے تھے اور اُن کو ہر ایک طریق سے قتل کیا اور ان کے بعد دیگر اقوام نے بھی انہی کی طرح کیا یعنی انہوں نے بھی ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جو اسلام پر قائم رہے۔

(تاریخ طبری، جلد2، صفحہ 256، دارالکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

علامہ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ عَبْس اور بنو ذُبیان قبائل نے اپنے ہاں کے نہتے مسلمانوں کو بری طرح قتل کرنا شروع کر دیا اور ان کی دیکھا دیکھی دوسرے قبائل نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ہر قبیلے کے ان لوگوں کو ضرور قتل کریں گے جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ (البدایہ والنھایہ لابن کثیر، جلد3، جزء6، صفحہ 310، فَصۡلٌ فِیۡ تصدِّی الصِّدیق لِقِتَالِ أَهۡلِ الرِّدَّةِ، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

جیسا کہ بیان کیا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جن قبائل نے ارتداد اختیار کیا ان کا ارتداد مذہبی اختلاف تک محدود نہ تھا بلکہ انہوں نے سلطنت اسلامی سے بغاوت اختیار کی تھی۔ تلوار کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ اپنی اپنی قوموں کے مسلمانوں کو قتل کیا۔ آگ میں ڈالا اور ان کا مثلہ کیا۔ جیسا کہ تاریخ طبری میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب اسد اور غَطَفَان اور ہَوَازِن اور سُلَیم اور طَی ء کو شکست ہوئی تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے معافی قبول نہ کی سوائے اس کے کہ وہ آپ کے پاس ان لوگوں کو لے کر آئیں جنہوں نے مرتد ہونے کی حالت میں مسلمانوں کو آگ میں ڈال کر جلایا اور ان کا مُثلہ کیا اور ان پر مظالم برپا کیے۔

(تاریخ طبری، جلد2، صفحہ 265، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ جزیرۂ عرب کے یہ مرتد قبائل مدینہ کا قصد کرتے ہوئے نکلے تا کہ حضرت ابوبکرؓ اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں۔

(تاریخ ابن خلدون، جلد2، صفحہ 436، خبر بنی تمیم وسجاح، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2016ء)

تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے عَبْس اور ذُبیَان نے حملہ کیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت اسامہؓ کی واپسی سے قبل ان سے لڑائی کرنی پڑی۔ (تاریخ الطبری لابن جریر الطبری، جلد 2، صفحہ 254، باب بقیۃ الخبر عن امر الکذب العَنۡسِی، دارالفکر 2002ء)

علامہ ابنِ خلدون لکھتے ہیں کہ ربیعہ قبیلہ نے ارتداد اختیار کر لیا اور انہوں نے مُنذِر بن نعمان کو کھڑا کیا جس کا نام مغرور پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے بادشاہ بنا دیا۔ (تاریخ ابن خلدون، جلد2، صفحہ 439-440، باب ردۃ الحطم و اھل البحرین، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2016ء)

علامہ عینی جو صحیح بخاری کے شارح ہیں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں سے صرف اس لیے قتال کیا کیونکہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ سے زکوٰۃ روکی اور امت مسلمہ کے خلاف جنگ برپا کی۔ (عمدۃ القاری، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، باب قتل من ابیٰ......الخ، جلد 24، صفحہ 122، دارالکتب العلمیۃ 2001ء)

علامہ شوکانی بیان کرتے ہیں کہ امام خطابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد اختیار کرنے والوں اور زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی سے انکار کرنے والوں کے بارے میں مختلف امور تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ لوگ درحقیقت باغی ہی تھے اور ان کو مرتد صرف اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ لوگ مرتدین کی جماعتوں میں داخل ہو گئے تھے۔ (نیل الاوطار لعلامۃ محمد الشوکانی، کتاب الزکاۃ، صفحہ 724، دارالکتاب العربی بیروت 2004ء)

ایک مصنف نے بار بار اپنی کتاب میں ارتداد اختیار کرنے والوں کیلئے بغاوت اور باغی وغیرہ کے الفاظ لکھے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سارے عرب میں پھیل گئی اور ہر طرف بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگے تو ان شعلوں کی زد میں سب سے زیادہ یمن کا علاقہ تھا۔ اگرچہ آگ کا بھڑکانے والا شخص عَنۡسِی قتل ہو چکا تھا۔ بنو حنیفہ میں مسیلمہ اور بنو اسد میں طُلَیحہ نے نبوت کا دعویٰ کر کے ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اسد اور غطفان کے حلیف قبیلوں کا نبی ہمیں قریش کے نبی سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا چکے ہیں اور طُلَیحہ زندہ ہے جب ان بغاوتوں کی خبر حضرت ابوبکرؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک ان علاقوں کے عُمّال اور امراء کی طرف سے تمام واقعات کی مکمل رپورٹیں موصول نہ ہو جائیں۔ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ امراء کی طرف سے رپورٹیں پہنچنے لگیں۔ ان رپورٹوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ باغیوں کے ہاتھوں نہ صرف سلطنت کا امن خطرے میں تھا بلکہ ان لوگوں کی جانوں کو بھی سخت خطرہ تھا جنہوں نے ارتداد کی رو میں باغیوں کا ساتھ نہیں دیا تھا اور اسلام پر قائم رہے تھے۔ اس صورت حال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کیلئے پوری قوت سے بغاوتوں کا مقابلہ کرنا اور باغیوں کو ہر قیمت پر زیر کر کے صورت حال کو قابو میں لانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

(ماخوذ از حضرت ابوبکر صدیق از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 131، علم و عرفان پبلشرز لاہور)

ایک مصنف لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے پیش نظر ان مرتدین کی سرکوبی تھی جو عرب کے مختلف خِطّوں میں بغاوت کے شعلوں کو ہوا دے رہے تھے اور ان کے ہاتھوں شمع اسلام اور ان کے پروانوں کو سخت خطرہ لاحق تھا۔

(ماخوذ از سیدنا ابوبکرؓ از ابوالنصر مترجم، صفحہ 603)

پھر ایک مصنف لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے سردارانِ عرب مرتد ہو گئے اور ہر ایک اپنے اپنے علاقے میں خود مختار ہو گیا۔ محققین کے مطابق یہ ارتداد زیادہ تر سیاسی تھا۔ دینی ارتداد بہت ہی کم تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیوی زندگی کے آخری ایام میں عرب کے کچھ قبائل کے لیڈروں نے اپنی بغاوت

کی سیاسی تحریک کو مذہبی رنگ دینے کیلئے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

(ماخوذ از خلفائے راشدین از حکیم محمود ظفر، صفحہ 58، مطبوعہ تخلیقات اکرم آرکیڈ لاہور)

بہر حال یہ سلسلہ ابھی چل رہا ہے ان شاء اللہ اس کا بقیہ حصہ آئندہ ان شاء اللہ پیش ہوگا۔

ان تاریخی حوالوں کا خلاصہ یہی ہے کہ مرتد ہونے والے قبائل نے اموالِ زکوٰۃ روک لیے تھے یعنی حکومت کا ٹیکس جبراً روک لیا تھا۔ بعض جگہ سے اموالِ زکوٰۃ کو لوٹ لیا تھا۔ فوجیں تیار کیں۔ دارالخلافہ مدینہ پر حملے کیے۔ جن مسلمانوں نے ارتداد سے انکار کیا ان کو قتل کر دیا۔ بعض کو زندہ آگ میں جلا دیا۔ لہٰذا ایسے مرتدین حکومت کے خلاف مسلح بغاوت، حکومت کے اموال کو لوٹنے اور مسلمانوں کو قتل کرنے اور انہیں زندہ جلا دینے کی بنا پر قتل کی سزا کے مستحق ہو چکے تھے۔ جیسا کہ قرآن پاک فرماتا ہے جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُهَا (الشوریٰ: 41) کہ مجرم جیسا کہ جرم کرے اس کو ویسی ہی سزا دو۔ ایک اور جگہ فرمایا اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ (المائدۃ: 34) کہ جو لوگ اللہ اور رسول سے جنگ کریں یعنی جس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ رسول اور خلیفہ الرسول یا اسلامی حکومت کے ساتھ جنگ کریں کیونکہ اللہ کے ساتھ لڑائی نہیں ہو سکتی۔ اللہ کو نہ تھپڑ مارا جا سکتا ہے نہ پتھر نہ تیر نہ تلوار۔ اس لیے ان سے جنگ کرنے سے مراد ہے۔ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ اور رسول سے جنگ سے کیا مراد ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول سے جنگ کرتے ہیں یعنی ملک میں فساد کرتے ہیں۔ قتل و غارت، ڈاکہ زنی، لُوٹ مار، مسلح بغاوت کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ یُقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا صلیب پر مار دیا جائے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا تھوڑا سا میں نے آگے بیان کر دیا تھا۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

اس وقت میں بعض مرحومین کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں جن کے جنازے نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر مکرم محمد بشیر شاد صاحب کا ہے جو ریٹائرڈ مربی سلسلہ تھے۔ آج کل یہ امریکہ میں تھے۔ اکانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے والد کو 1926ء میں بیعت کی توفیق ملی تھی۔ 1945ء میں انہوں نے مڈل پاس کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1952ء میں فاضل عربی کا امتحان اچھی پوزیشن میں پاس کیا۔ 1954ء میں جامعۃ المبشرین ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پھر ایک سال طب کی تعلیم حاصل کی۔ 56ء سے 57ء تک ان کو وکالت تبشیر ربوہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ 1958ء میں یہ سیرالیون چلے گئے۔ وہاں مبلغ کے طور پر بھیجے گئے۔ وہاں ان کو مختلف جگہوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ وہاں سیرالیون میں پریس بھی اس دوران انہوں نے جاری کیا۔ پھر ان کی تقرری وہاں سے نائیجیریا ہوگئی۔ وہاں بھی انہوں نے اچھا کام کیا۔ پھر تین سال کے بعد 1964ء میں یہ نائیجیریا سے واپس بلا لیے گئے تھے۔ پھر 64ء میں دوبارہ ان کو نائیجیریا بھیجا گیا۔ 67ء میں مرحوم بینن کے تبلیغی دورے پر گئے۔ وہاں مقامی افراد کو تبلیغ کر کے ان کی بیعتیں حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی۔ 1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دورۂ افریقہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کانو تشریف لائے تو انہوں نے 100 نئے احمدیوں کا تحفہ پیش کیا حضور کی خدمت میں۔ اس پر حضور رحمہ اللہ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا، دعا کرائی اور پھر اپنی دستار مبارک بھی بشیر شاد صاحب کو عطا فرمائی۔ 1970ء میں جب ان کی واپسی ہوئی تو عمرے کی سعادت بھی ملی۔ 1983ء میں مرحوم کا تقرر بطور سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ ہوا اور 1984ء میں جماعت کے خلاف جو آرڈیننس ہوا تھا اس کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ہجرت کرنی پڑی تو ہجرت سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی موجودگی میں جو خطبہ تھا وہ ان کو دینے کی توفیق ملی۔ اس لحاظ سے ان کا اس تاریخ میں بھی ذکر ہے۔ 1988ء میں ذاتی حالات کی وجہ سے مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ریٹائرمنٹ کی درخواست کی جو قبول ہوگئی اور پھر امریکہ چلے گئے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ نسرین اختر شاد صاحبہ اور ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی کامل وفا کے ساتھ جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔

اگلا ذکر رانا محمد صدیق صاحب کا ہے جو رانا علم دین صاحب ملیانوالہ ضلع سیالکوٹ کے بیٹے تھے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے والد نے 1938ء میں قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ تہجد گزار تھے۔ دعا گو تھے۔ بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت کرتے، خلیفہ وقت کے حکم پر عمل کرنے والے تھے۔ اپنے سارے بچوں کو ہمیشہ جماعت سے وابستہ رہنے اور خلافت سے محبت اور اطاعت کی تلقین کی۔ 1974ء اور 84ء میں ان پر جماعت کی مخالفت کی وجہ سے سخت حالات بھی آئے لیکن انہوں نے بڑی ثابت قدمی دکھائی۔ پسماندگان میں چھ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے رانا محمد اکرم محمود صاحب نائیجیریا میں مبلغ سلسلہ ہیں جو میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنے والد کے جنازہ اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ اس سے پہلے ان کی والدہ بھی 2018ء میں وفات پا گئی تھیں۔ یہ اس میں بھی شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

ارشاد باری تعالیٰ

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیۡهِ

(سورۃ الاحزاب: 24)

ترجمہ: مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

اگلا ذکر مکرم ڈاکٹر محمود احمد خواجہ صاحب اسلام آباد کا ہے۔ ان کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ 78 سال ان کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد خواجہ محمد شریف صاحب کے ذریعہ ہوا۔ انہوں نے ایک خواب کی بنا پر حضرت خلیفہ ثانیؓ کے دور میں بیعت کی تھی۔ بڑے نیک فطرت تھے۔ اس لیے باوجود اس کے کہ باقی خاندان جماعت کا مخالف تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو تین مرتبہ خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کا حکم دیا۔ آخر انہوں نے بیعت کی۔

ڈاکٹر محمود خواجہ صاحب نے ابتدائی تعلیم پشاور سے حاصل کی۔ اس کے بعد 1966ء میں یونیورسٹی آف پشاور سے کیمسٹری میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ پھر 1973ء میں لاٹروب یونیورسٹی (La Trobe University) ٹروبے ہے یا ٹروب ہے ملبرن آسٹریلیا سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان میں بھی اور باہر بھی مختلف یونیورسٹیز میں پڑھاتے رہے ہیں۔ گھانا میں کیپ کوسٹ یونیورسٹی (Cape Coast University) میں جب پڑھاتے تھے تو وہاں ان کی مجھ سے واقفیت ہوئی تھی اور مَیں نے دیکھا ہے انتہائی سادہ مزاج اور عاجز اور بے نفس انسان تھے۔ بہت اچھے ریسرچ سکالر تھے۔ پاکستان میں بھی اور باہر بھی ان کی ریسرچ سکالر کے طور پہ بڑی قدر کی جاتی تھی۔ چودھری اکرام اللہ صاحب کی بیٹی امۃ القیوم صاحبہ سے ان کی شادی ہوئی۔ ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔

ڈاکٹر محمود خواجہ صاحب کو نصرت جہاں سکیم کے تحت 1979ء سے 1984ء تک سیرالیون میں اپنی اہلیہ کے ساتھ وقف کی بھی توفیق ملی۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر طارق خواجہ کہتے ہیں کہ رمضان میں خصوصاً قرآن کریم مع ترجمہ بہت غور اور انہماک سے پڑھتے تھے۔ اس بات پر زور دیتے تھے کہ خدا اور اس کے رسول اور خلیفہ کے ارشادات کو من و عن پیش کرنا چاہیے۔ الفاظ کی معمولی غلطی سے بھی غلط مطلب اخذ ہو سکتا ہے۔ عبدالباری صاحب امیر ضلع اسلام آباد لکھتے ہیں کہ مجھے بھی اور خواجہ صاحب کو بھی نصرت جہاں سکیم کے تحت سیرالیون میں ایک ساتھ خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پاکستان واپسی پر آپ نے پہلے گورنمنٹ کے ادارہ میں ملازمت اختیار کی۔ بعد ازاں اسلام آباد شفٹ ہو گئے جہاں ایس ڈی پی آئی میں شمولیت اختیار کی۔ آپ اس ادارے میں بہت مقبول ہوئے اور شہرت کے باوجود آپ نے کمال اخلاص سے کام کیا۔ آپ نے اشیائے طعام، نظام نکاسی اور دیگر اشیائے زینت (بیوٹی پروڈکٹس) وغیرہ میں موجود خطرناک کیمیکل کے خاتمہ کیلئے کام کیا اور اس کام میں بین الاقوامی طور پر کافی شہرت حاصل کی اور اس حوالے سے کئی کتب تصنیف کیں۔ جب بھی کوئی کتاب تحریر کرتے تو اس کتاب کی ایک نقل باری صاحب کہتے ہیں کہ مجھے بھی بھجواتے۔ کہتے ہیں میرے پاس اب ان کی کافی کتب موجود ہیں۔ نہایت مخلص احمدی تھے۔ خلافت کے ساتھ محبت کا تعلق تھا۔ ہمیشہ خدام کی تربیت کیلئے ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے رہتے۔

خواجہ محمود صاحب کے بارے میں پاکستان کے علاوہ جرمنی، سویڈن، برکینا فاسو، امریکہ، آذربائیجان، سوئٹزر لینڈ، نائیجیریا، مصر، بحرین اور بہت سے ممالک کے سائنس دانوں اور حکومتی وزارتوں کے نمائندوں نے اور یونیورسٹیز کے چانسلرز اور پروفیسرز نے، سول سوسائٹی کے این جی اوز کے صدران نے تعزیت کے پیغامات بھیجے تھے۔ ان کے کافی پیغام آئے تھے۔ مجھے بھی ان کے بچوں نے بھجوائے۔ مثلاً ایک دو پیغام نمونۃً پڑھ دیتا ہوں۔

مسٹر چارلس جی براؤن (Brown.Charles G) صدر ورلڈ الائنس فار مرکری فری ڈینٹسٹری (World Alliance for Mercury-Free Dentistry) واشنگٹن ڈی سی امریکہ نے لکھا کہ ڈاکٹر محمود خواجہ انتہائی منفرد دانشور اور بہت نایاب سماجی کارکن تھے۔ جدید سائنس اور زہریلے مادوں پر ان کی شاندار سائنسی تحریریں اسکالرشپ کو ترقی دینے اور سرکاری اور نجی شعبوں کو کام کی بنیاد فراہم کرنے کیلئے بہت اہم ہیں۔ بین الاقوامی تنظیموں کے ذریعہ کام کرنے والی ان کی کئی دہائیوں پر محیط کاوشوں نے اقوام کے درمیان معاہدوں کو عملی جامہ پہنانے، سول سوسائٹی کے درمیان باہمی ہم آہنگی کو فروغ دینے اور پاکستان میں زہریلے مواد کو کم کرنے میں مدد کی۔ انہیں 2019ء میں پی بی سی (The Pacific Basin Consortium for Environment and Health chairman) کا ایوارڈ ملا۔ ڈاکٹر محمود کے کارناموں میں ایک بین الاقوامی طبی تنظیم کا صدر ہونا بھی شامل ہے۔ وہ اب تک منتخب کیے گئے صدور میں سے واحد ڈاکٹر ہیں جو فزیشن نہیں تھے بلکہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر تھے۔

اسی طرح اَور بھی بہت سارے سائنس دانوں نے آپ کی تعریف کی ہے جن میں جرمنی کے بھی اور سوئٹزرلینڈ کے بھی ڈاکٹر شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی ٭ وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِیۡنَ

(سورۃ البقرہ: 239)

(اپنی) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی

اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

اِسوقت کوضائع مت کرو، رات کوخدا کے حضور چلّاؤ اور دن کو صدقہ کرو

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ستمبر 1909 میں جبکہ آپؓ کی عمر اسوقت محض 21 سال تھی، رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون رقم فرمایا جو ماہِ رمضان کے متعلق تھا۔ آپؓ نے اس مضمون میں رمضان کی برکات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا :

میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے اپنی میز میں سے ایک مضمون تلاش کر رہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ ملا جو میری ایک دُعا تھی جو مَیں نے پچھلے رمضان میں کی تھی ۔ مجھے اس دُعا کے پڑھنے سے زور سے تحریک ہوئی کہ اپنے احباب کو بھی اس طرف متوجہ کروں نہ معلوم کس کی دُعا سُنی جائے اور خدا کا فضل کس وقت ہماری جماعت پر ایک خاص رنگ میں نازل ہو۔ مَیں اپنا دردِ دل ظاہر کرنے کے لئے اس دُعا کو یہاں نقل کر دیتا ہوں کہ شاید کسی سعید الفطرت کے دل میں جوش پیدا ہو اور وہ اپنے ربّ کے حضور میں اپنے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے دعاؤں میں لگ جائے جو کہ میری اصل غرض ہے۔ وہ دُعا یہ ہے :

”اَے میرے مالک میرے قادر خدا، میرے پیارے مولیٰ میرے راہنما اَے خالق ارض وسما اَے متصرف آب وہوا اَے وہ خدا جس نے آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں رہنماؤں کو دُنیا کی ہدایت کیلئے بھیجا۔ اَے وہ علی وکبیر جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا عظیم الشان رسول مبعوث کیا۔ اَے وہ رحمان جس نے مسیح سا رہنما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں میں پیدا کیا۔ اَے نُور کے پیدا کرنے والے، اَے ظلمات کے مٹانے والے! تیرے حضور میں، ہاں صرف تیرے ہی حضور میں مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر کیونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرأت دلائی ہے کہ مَیں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں۔ مَیں کچھ نہ تھا تُو نے مجھے بنایا۔ مَیں عدم میں تھا تُو مجھے وجود میں لایا۔ میری پرورش کیلئے اربعہ عناصر بنائے اور میری خبرگیری کیلئے انسان کو پیدا کیا۔ جب مَیں اپنی ضروریات کو بیان تک نہ کرسکتا تھا، تُو نے مجھ پر وہ انسان مقرر کئے جو میری فکر خود کرتے تھے۔ پھر مجھے ترقی دی اور میرے رزق کو وسیع کیا۔ اَے میری جان! ہاں اَے میری جان! تُو نے آدم کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوّا کو میری ماں مقرر کیا اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور عزت سے دیکھا جاتا تھا، اس لئے مقرر کیا کہ وہ مجھ سے ناسمجھ اور نادان اور کم فہم انسان کے لئے تیرے دربار میں سفارش کرے اور تیرے رحم کو میرے لئے حاصل کرے۔ مَیں گناہ گار تھا تُو نے ستّاری سے کام لیا۔ مَیں خطا کار تھا تُو نے غفّاری سے کام لیا۔ ہر ایک تکلیف اور دُکھ میں میرا ساتھ دیا جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تُو نے میری مدد کی اور جب کبھی مَیں گمراہ ہونے لگا تُو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ باوجود میری شرارتوں کے تُو نے چشم پوشی کی اور باوجود میرے دُور جانے کے تُو میرے قریب ہوا۔ مَیں تیرے نام سے غافل تھا مگر تُو نے مجھے یاد رکھا۔ اُن موقعوں پر جہاں والدین اور عزیز واقرباء اور دوست و غمگسار مدد سے قاصر ہوتے ہیں تُو نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور میری مدد کی۔ مَیں غمگین ہوا تو تُو نے مجھے خوش کیا۔ مَیں افسردہ دل ہوا تو تُو نے مجھے شگفتہ کیا۔ میں رویا تو تُو نے مجھے ہنسایا۔ کوئی ہوگا جو فراق میں تڑپتا ہو، مجھے تو تُو نے خود ہی چہرہ دکھایا۔ تُو نے مجھ سے وعدے کئے اور پُورے کئے اور کبھی نہیں ہوا کہ تجھ سے اپنے اقراروں کے پورا کرنے میں کوتاہی ہوئی ہو۔ مَیں نے بھی تجھ سے وعدے کئے اور توڑے مگر تُو نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا۔ مَیں نہیں دیکھتا کہ مجھ سے زیادہ گناہ گار کوئی اور بھی ہو اور مَیں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ مہربان تُو کسی اور گنہگار پر بھی ہو۔ تیرے جیسا شفیق وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جب مَیں تیرے حضور میں آکر گڑگڑایا اور زاری کی تُو نے میری آواز سنی اور قبول کی۔ میں نہیں جانتا کہ تُو نے کبھی میری اضطرار کی دُعا ردّ کی ہو۔ پس اَے میرے خدا مَیں نہایت دردِ دل سے اور سچی تڑپ کے ساتھ تیرے حضور میں گرتا اور سجدہ کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ میری دُعا کو سُن اور میری پکار کو پہنچ ۔ اَے میرے قدوس خدا! میری قوم ہلاک ہو رہی ہے اسے ہلاکت سے بچا۔ اگر وہ احمدی کہلاتے ہیں تو مجھے اُن سے کیا تعلق، جب تک اُن کے دل اور سینے صاف نہ ہوں اور وہ تیری محبت میں سرشار نہ ہوں۔ مجھے اُن سے کیا غرض؟ سوائے میرے ربّ! اپنی صفاتِ رحمانیت اور رحیمیت کو جوش میں لا اور اُ کو پاک کر دے۔ صحابہ کا سا جوش وخروش اُن میں پیدا ہو اور وہ تیرے دین کے لئے بے قرار ہو جائیں۔ اُن کے اعمال اُن کے اقوال سے زیادہ عمدہ اور صاف ہوں۔ وہ تیرے پیارے چہرہ پر قربان ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فدا۔ تیرے مسیح کی دعائیں اُن کے حق میں قبول ہوں اور اس کی پاک اور سچی تعلیم اُن کے دلوں میں گھر کر جائے۔ اَے میرے خدا میری قوم کو تمام ابتلاؤں اور دُکھوں سے بچا اور قسم قسم کی مصیبتوں سے انہیں محفوظ رکھ۔ ان میں بڑے بڑے بزرگ پیدا کر۔ یہ ایک قوم ہو جائے جو تُو نے پسند کر لی ہو اور یہ ایک گروہ ہو جس کو تُو اپنے لئے مخصوص کر لے۔ شیطان کے تسلط سے محفوظ رہیں اور ہمیشہ ملائکہ کا نزول اُن پر ہوتا رہے۔ اس قوم کو دین و دنیا میں مبارک کر، مبارک کر۔ آمین ثم آمین یاربّ العالمین۔“

اس کے بعد مَیں اپنے لئے، اپنے بھائیوں کیلئے، اپنی والدہ کیلئے، اپنی ہمشیروں کیلئے، اپنے دوستوں کیلئے اور اُن لوگوں کیلئے جن کا نام نیچے لکھتا ہوں، دُعا کرتا ہوں اور نہایت عاجزی سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم کو دین و دُنیا میں مبارک کر، نیک کر، پاک کر، اپنے لئے چُن لے، ہدایت کا پھیلانے والا بنا۔ اسلام کا خادم بنا اور صحت و پاک عمر عطا فرما۔ ہم اسلام پر مریں اور تُو ہماری وفات کے وقت ہم پر خوش ہو۔ اور ہماری عمر تیری ناراضگی سے پاک ہو۔ پھر میں خاص طور سے خلیفہ وقت کیلئے دعا کرتا ہوں کہ اَے میرے ربّ! اُن کے علم و فضل میں ترقی دے، اُن کو اپنے کام میں کامیاب کر اور ہر قسم کے دُکھوں سے بچا، اُن کی تدابیر میں برکت ڈال اور اُن راہوں پر چلا جو اسلام کی ہوں۔

میری اس دعا کو اس جگہ نقل کرنے سے یہ غرض ہے کہ شاید کوئی نیک رُوح فائدہ اُٹھائے اور اس مبارک مہینہ میں خاص طور سے جماعت احمدیہ اور اسلام کی ترقی کیلئے دعاؤں میں لگ جائے۔ مَیں آخر میں پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں کہ اس وقت کو ضائع مت کرو۔ رات کو خدا کے حضور چلّاؤ اور دن کو صدقہ کرو۔ یہ ایک ایسی تدبیر ہے کہ اگر تم میں سے ایک جماعت سچے دل سے ایسا کرنے والی نکل آئے تو خدا اپنے پاک کلام میں کامیابی کا وعدہ دیتا ہے۔ پس کون بدبخت ہے جس کو خدا کے وعدوں پر اعتبار نہ ہو؟ خدا کرے کہ ہم لوگوں میں وحدت پیدا ہو اور ہم کو نیک اعمال اور دعاؤں کی توفیق ملے اور ظلمت کے دن دُور ہو کر اسلام کا نورانی چہرہ دُنیا پر ظاہر ہو۔ آمین یا ربّ العالمین۔

(سوانح فضل عمر، صفحہ 309)

(مرسلہ قریشی عبد الحکیم بنگلور، کرناٹک)

رمضان آگیا ہے

(محمد ابراہیم سرور)

فضل خدا کا دیکھو ! سامان آ گیا ہے
پھر سے وہی مبارک ، رمضان آ گیا ہے

لایا ہے ساتھ اپنے ، برکات کا خزینہ
رخصت ہوا جو ہم سے، مہمان آ گیا ہے

جس کیلئے سجائی جنت خدا کے یارو!
عرش بریں سے رب کا اعلان آ گیا ہے

اس میں شروع ہوا تھا فرقان کا اُترنا
ہاں خاتم الشّریعت قرآن آ گیا ہے

لاریب کھولے جاتے جنت کے باب اس میں
پیارے نبیؐ کا بھی یہ ”فرمان“ آ گیا ہے

جو اتقیاء ہیں پاتے، اس سے ہی فیض سارے
شیطان کو جکڑنے رمضان آ گیا ہے

رحمت ہے مغفرت ہے اور آگ سے رہائی
پاکوں پہ پھر خدا کا احسان آ گیا ہے

ہے لیلۃ القدر کی آتی ہے اس میں اِک شب
گویا کہ خود زمیں پہ رحمان آ گیا ہے

توفیق کچھ عطا ہو سرور کو بھی خدایا
اس کو سمیٹ لوں جو فیضان آ گیا ہے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایک مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے
تو اس کیلئے سمٹ کر بیٹھے (اور اسے جگہ دے)

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الادب، باب القیام الفصل الثالث)

طالب دُعا : اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ امت ہرگز برباد نہ ہوگی جس کی ابتداء میں، مَیں ہوں
اور اس کے آخر پر عیسیٰ بن مریم ہوں گے

(کنز العمال، حرف القاف، کتاب القیامۃ، باب خروج المہدی، حدیث: 38671)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ایک جھوٹا واقعہ

ہجرتِ حبشہ کے تعلق میں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ کفارِ قریش کے سجدہ کرنے اور مہاجرین حبشہ کے واپس چلے آنے کے متعلق بعض مؤرخین ایک عجیب قصہ نقل کرتے ہیں جو یہ ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا ازحد شوق رہتا تھا کہ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی بات نازل ہو جو قریش کو اسلام کی طرف کھینچنے والی اور ان کی منافرت کو دُور کرنے والی ہو۔ لہٰذا جب آپؐ سورۃ نجم کی آیات تلاوت فرماتے ہوئے ان آیات پر پہنچے کہ اَفَرَءَيۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الۡاُخۡرٰى ○ ’’یعنی کیا تم نے مشرکین کے بتوں لات اور عزّیٰ اور منات کی طرف دیکھا ہے؟‘‘

تو شیطان نے آپؐ کے اس شوق سے فائدہ اُٹھایا اور آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے کہ تِلۡكَ الۡغَرَانِيۡقُ الۡعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرۡتَجٰى ’’یعنی لات اور عزّیٰ اور منات بڑے جلیل القدر بُت ہیں اور ان کی شفاعت کی اُمید رکھنی چاہئے۔‘‘

جب قریش نے یہ الفاظ سُنے تو وہ خاموش ہو گئے کہ ان کے بتوں کی عظمت اور قوت کو مان لیا گیا ہے۔ لہٰذا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ نے سُورۃ نجم ختم کرنے پر سجدہ کیا تو قریش نے بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ کیا اور اس طرح گویا صلح صفائی ہو گئی لیکن اسکے بعد جلد ہی جبرائیل آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ کو اس غلطی سے آگاہ کیا اور شیطان کی القاء کردہ آیت کی جگہ وہ الٰہی کلام آپؐ پر وحی کیا جو اَب قرآن شریف میں موجود ہے اور اس طرح قریش پھر ناراض ہو گئے۔ لیکن چونکہ قریش کے ساتھ صلح صفائی ہو جانے کی خبر شائع ہو چکی تھی اس لئے پیشتر اسکے کہ اس کی تردید ہوتی وہ حبشہ بھی پہنچ گئی اور اس طرح بعض مہاجرین واپس آ گئے۔

یہ وہ قصّہ ہے جو اس موقع پر بعض مؤرخین لکھتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ قِصّہ سراسر جھوٹ ہے اور ہر معقول رنگ میں اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ کبار محدّثین اور ائمہ حدیث مثلاً علّامہ عینی۔ قاضی عیاض اور علّامہ نووی نے کھول کھول کر اور دلائل دے دے کر اسکو غلط اور موضوع ثابت کیا ہے۔ چنانچہ علّامہ عینی اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لَا صِحَّةَ لَهٗ نَقۡلًا وَّلَا عَقۡلًا یعنی ’’نقل اور عقل دونوں سے یہ قصّہ غلط ثابت ہوتا ہے۔‘‘

اور قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ لَمۡ يُخَرِّجۡهُ اَهۡلُ الصِّحَةِ وَلَا رَوَاهُ ثِقَةٌ بِسَنَدٍ سَلِيۡمٍ مَعَ ضُعۡفِ نَقَلَتِهٖ وَاضۡطِرَابِ رِوَايَاتِهٖ وَانۡقِطَاعِ اَسَانِيۡدِهٖ وَاَكۡثَرُ الطُّرُقِ فِيۡهَا ضَعِيۡفَةٌ وَاهِيَةٌ لَمۡ يُسۡنِدۡهَا اَحَدٌ مِنۡهُمۡ وَلَا رَفَعَهَا اِلٰى صَاحِبٍ یعنی ’’محتاط اور ثقہ لوگوں نے اس کی روایت نہیں کی، کیونکہ اس قصّہ میں روایت کا اضطراب اور سند کی کمزوری بہت پائی جاتی ہے اور اسکے طریقے بہت کمزور اور بودے ہیں اور کسی راوی نے اسکی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یا آپؐ کے کسی صحابی تک نہیں پہنچایا۔‘‘

اور علامہ نووی لکھتے ہیں: لَا يَصِحُّ فِيۡهِ شَيۡءٌ لَا مِنۡ جِهَةِ النَّقۡلِ وَلَا مِنۡ جِهَةِ الۡعَقۡلِ یعنی ’’اس قصّہ میں کوئی بات بھی دُرست نہیں نہ نقل کے طریق پر اور نہ عقل کے طریق پر۔‘‘

دُوسری طرف اکثر ائمۃ الحدیث نے اس قصّہ کا ذکر تک نہیں کیا۔ مثلاً صحاح ستّہ میں اس کی طرف اشارہ تک نہیں حالانکہ صحاحِ ستہ میں سورۃ نجم کی تلاوت اور قریش کے سجدہ کا ذکر موجود ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان محدّثین کے سامنے یہ روایت آئی لیکن انہوں نے اسے غلط اور ناقابلِ اعتبار سمجھ کر ردّ کر دیا۔

اِسی طرح کبار مفسّرین مثلاً امام رازی نے اس قِصّہ کو لغو اور جھوٹا قرار دیا ہے اور صوفیاء میں سے ابن عربی جیسے باریک بین انسان نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ: ’’لَا اَصۡلَ لَهَا‘‘ یعنی اس قصّہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ ویسے بھی اگر صرف سورۃ نجم کی آیات پر ہی جو شروع سے لے کر آخر تک شِرک کے خلاف بھری پڑی ہیں نظر ڈالی جاوے تو اُسی سے اسکا بطلان ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ہرگز خیال نہیں کیا جاسکتا کہ اس قِسم کے مؤحدانہ کلام میں جس میں توحید باری تعالیٰ پر اس قدر زور دیا گیا ہے ایک صریح طور پر مشرکانہ فقرہ داخل کیا جاسکتا تھا اور ایک ہی وقت میں ایک ہی زبان پر دو انتہائی طور پر متضاد باتیں جاری ہو سکتی تھیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کے لحاظ سے بھی عقلِ انسانی اس قصّہ کو دُور سے دھکّے دیتی ہے۔ بھلا جس شخص نے اپنی بعثت سے پہلے بھی ساری عمر بُت پرستی نہ کی ہو حالانکہ اس کی ساری قوم بُت پرست ہو تو کیا عقل اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ اس وقت جب کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا صریح حکم آ گیا ہو کہ بُت پرستی کے خلاف آواز اُٹھا اور صرف خدائے واحد کی پرستش کا لوگوں کو حکم دے اور اس کے مذہب کا بنیادی پتھر ہی توحیدِ باری تعالیٰ ہو جس کی وجہ سے وہ دن رات لوگوں کے ساتھ جھگڑتا ہو تو کیا اس وقت وہ قریش کو خوش کرنے کیلئے بُت پرستی کی طرف جھک جائے گا؟ آخر عقل بھی کوئی چیز ہے؟ ذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نظر ڈالو۔ کیا کبھی آپؐ نے کفار کو خوش کرنے کی غرض سے اپنے مذہب کے کسی اصول کو چھوڑا؟ کیا کبھی آپؐ نے کفار کو اپنے ساتھ ملانے کی غرض سے مداہنت اختیار کی؟ قرآن تو صریح کہتا ہے: وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَيُدۡهِنُوۡنَ یعنی ’’کفّار کو ہمیشہ یہ حسرت ہی رہی کہ تُو مداہنت کر کے ان کی ہاں میں ہاں ملاوے تو وہ بھی مداہنت اختیار کر لیں اور اس طرح ظاہری صورت میل ملاپ کی ہو جاوے۔‘‘

کیا ایسے شخص کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُس نے کبھی قریش کی خاطر توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کیا ہو گا؟ البتہ ایک توجیہہ اس قصّہ کی ممکن ہے اور جیسا کہ علّامہ قسطلانی اور زرقانی نے لکھا ہے اور بہت سے محققین نے اسکی تائید کی ہے، ممکن ہے کہ یہ توجیہہ دُرست ہو اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری کی روایت کے مطابق صحنِ کعبہ میں سورۃ نجم کی آیات تلاوت فرمائی ہوں تو ممکن ہے کہ شیاطینِ قریش میں سے کسی نے آپؐ کی آواز میں آواز ملا کر تِلۡكَ الۡغَرَانِيۡقُ الۡعُلٰى کا فقرہ ملا دیا ہو جس کی وجہ سے اس وقت بعض لوگوں میں اشتباہ واقع ہو گیا ہو کہ شاید یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے ہیں کیونکہ یہ ثابت ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت کے وقت قریش کی یہ عام عادت تھی کہ وُہ اس کے اثر کو مٹانے کیلئے شور کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن شریف میں بھی ان کے یہ الفاظ آتے ہیں کہ لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ یعنی قریش کہا کرتے تھے کہ ’’جب تمہارے سامنے قرآن پڑھا جاوے تو اُس میں شور کر کے گڑبڑ پیدا کر دیا کرو۔ شاید اس طرح تم غالب آسکو۔‘‘

اِس توجیہہ کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش کی یہ عادت تھی کہ وہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہی فقرہ تِلۡكَ الۡغَرَانِيۡقُ الۡعُلٰى والا پڑھا کرتے تھے۔ پس تعجب نہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نجم کی آیات تلاوت فرمائی ہوں تو اُن میں سے کسی نے حسب عادت یہاں بھی اس فقرہ کو داخل کر دیا ہو۔ اور اس طرح بعض لوگوں کو عارضی طور پر یہ اشتباہ واقع ہو گیا ہو کہ شاید یہ الفاظ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلے ہیں۔ اس توجیہہ کی تائید ابن عربی، قاضی عیاض، ابن جریر، امام رازی اور حافظ ابن حجر نے بھی کی ہے۔ لیکن ایک اور بات ہے جو اس افواہ اور مہاجرین کی واپسی کے قِصّہ کو سِرے سے ہی مشتبہ کر دیتی ہے اور وہ یہ کہ تاریخ میں ہجرت حبشہ کے آغاز کی تاریخ رجب پانچ نبوی اور سجدہ کی تاریخ رمضان پانچ نبوی بیان ہوئی ہے اور پھر تاریخ میں ہی یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ اس افواہ کے نتیجہ میں مہاجرین حبشہ کی واپسی شوال 5 نبوی میں ہوئی تھی۔ گویا آغاز ہجرت اور واپسی مہاجرین کے زمانوں میں صرف دو سے لے کر تین ماہ کا فاصلہ تھا اور اگر سجدہ کی تاریخ سے زمانہ کا شمار کریں تو یہ عرصہ صرف ایک ہی ماہ کا بنتا ہے۔

اب اُس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ مکہ اور حبشہ کے درمیان اس قلیل عرصہ میں تین سفر مکمل ہو سکے ہوں۔ یعنی سب سے پہلے مسلمان مکّہ سے حبشہ پہنچے۔ اسکے بعد کوئی شخص قریش کے اسلام کی خبر لے کر مکّہ سے حبشہ گیا اور پھر مسلمان حبشہ سے روانہ ہو کر مکّہ میں واپس آئے۔ ان تین سفروں کی تکمیل قطع نظر اس عرصہ کے جو زائد امور میں صرف ہو جاتا ہے اس قلیل عرصہ میں قطعًا ناممکن تھی۔ اور اس سے بھی زیادہ یہ بات ناممکن تھی کہ سجدہ کے زمانہ سے لے کر مہاجرین حبشہ کی مزعومہ واپسی تک دو سفر مکمل ہو سکے ہوں کیونکہ اس زمانہ میں مکّہ سے حبشہ جانے کیلئے پہلے جنوب میں آنا پڑتا تھا اور پھر وہاں سے کشتی لے کر جو ہر وقت موجود نہیں ملتی تھی بحرِ احمر کو عبور کر کے افریقہ کے ساحل تک جانا ہوتا تھا اور پھر ساحل سے لے کر حبشہ کے دار السلطنت اکسوم تک جو ساحل سے کافی فاصلہ پر ہے پہنچنا پڑتا تھا۔ اور اس زمانہ کے آہستہ سفروں کے لحاظ سے اِس قسم کا ایک سفر بھی ڈیڑھ دو ماہ سے کم عرصہ میں ہرگز مکمل نہیں ہوسکتا تھا۔ اِس جہت سے گویا یہ قصّہ سرے سے ہی غلط اور بے بنیاد قرار پاتا ہے لیکن اگر بالفرض اِس میں کوئی حقیقت تھی بھی تو وہ یقینًا اس سے زیادہ نہیں تھی جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 149 تا 152 مطبوعہ 2006 قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کامل محبت نہ ہو،
نہ ہی دنیا کی محبت میں کمی آسکتی ہے، نہ ہی انسان کو مرتے وقت
دلی سکون مل سکتا ہے اور نہ ہی مرتے وقت کی بے چینی دور ہوسکتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ستمبر 2018ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

وہ مقصد جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ذریعہ سے یہ سلسلہ قائم فرمایا اور
ہمیں اس میں شامل ہونے کی توفیق دی...... اگر اس مقصد کے حصول کیلئے
ہم کوشش نہیں کر رہے تو ہمارے بیعت کے دعوے صرف دعوے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ستمبر 2018ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(577) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں موسم گرما میں مسجد مبارک میں عشاء کی نماز ہونے لگی تو تکبیر سنتے ہی نیچے مرزا امام الدین، مرزا نظام الدین صاحبان کے احاطہ میں سے جہاں پر کئی ڈھول وغیرہ بجانے والے آئے ہوئے تھے، ان لوگوں نے ڈھول اور نفیری وغیرہ اس طرح بجانے شروع کئے کہ گویا وہ اپنی آوازوں سے نماز کی آواز کو پست کرنا چاہتے ہیں اور غالباً یہ ان عمالیق کے اشارہ سے تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بڑے جَهِيْرُ الصَّوت تھے۔ (اتنے کہ صبح کی اذان ان کی نہر کے پُل پر سُنی جاتی تھی) انہوں نے بھی قرأت بلند کی۔ ڈھول والوں نے اپنا شور اور بلند کیا۔ مولوی صاحب قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (القیامۃ:35) (یعنی تجھ پر ہلاکت ہو۔ ہاں اے گندے انسان! تجھ پر پھر ہلاکت ہو) اس آیت کو بار بار دُہراتے تھے۔ اور ہر دفعہ ان کی آواز اونچی ہوتی چلی جاتی تھی۔ گویا شیطان سے مقابلہ تھا۔ دیر تک یہ مقابلہ جاری رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ غرض مولوی صاحب نے اس وقت اتنی بلند آہنگی سے نماز اور قرأت پڑھی کہ سب نے سُن لی اور شور اگرچہ سخت تھا مگر یہ شور اُن کی پُر شوکت آواز کے آگے مغلوب ہو گیا۔ آیت بھی نہایت باموقعہ تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب نے جو عمالیق کا لفظ بیان کیا ہے اس سے مراد مرزا صاحبان مذکور ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام ''**نصف ترا نصف عمالیق را**'' میں عمالیق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عمالیق عربوں میں پُرانے زمانہ میں ایک جابر قوم گذری ہے۔

(578) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن مسجد مبارک کی مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت داؤد کا قول ہے کہ مَیں نے کسی نیک آدمی کی اولاد کو سات پشت تک بھوکا مرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نیک بندے کا جتنا لحاظ ہوتا ہے وہ اس واقعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے جو قرآن میں مذکور ہے کہ ایک نیک شخص کے یتیم بچوں کے مال کو محفوظ کرنے کیلئے خدا نے موسیٰ علیہ السلام اور خضر کو بھیجا کہ اس دیوار کو درست کر دیں جس کے نیچے ان کا مال مدفون تھا۔ فرماتے تھے کہ خدا نے جو یہ فرمایا ہے کہ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (الکہف:83) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے خود اچھے نہ تھے بلکہ صرف ان کے باپ کے نیک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ان کا لحاظ تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے سات پشت والی بات حضرت خلیفہ اوّل ؓ کے واسطہ سے سُنی ہوئی ہے مگر اس میں بھوکا مرنے کی بجائے سوال کرنے کے الفاظ تھے۔ یعنی حضرت خلیفہ اوّل ؓ فرماتے تھے کہ ایک نیک آدمی کی اولاد کو خدا تعالیٰ سات پشت تک سوال کرنے سے بچاتا ہے یعنی نہ تو ان کا فقر اس حالت کو پہنچ جاتا ہے اور نہ ہی ان کی غیرت اس حد تک گرتی ہے کہ وہ بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائیں۔

(579) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** خواجہ عبدالرحمن صاحب ساکن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے والد صاحب نے ایک مرتبہ ذکر کیا کہ جب مَیں شروع شروع میں احمدی ہوا تو قصبہ شوپیاں علاقہ کشمیر کے بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَكَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰه'' کے پڑھنے کے متعلق استفسار کروں۔ یعنی آیا یہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ سو مَیں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں اس بارہ میں خط لکھا۔ حضور نے جواب تحریر فرمایا کہ یہ پڑھنا جائز ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس استفسار کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ وفات پا چکے ہیں تو کیا اس صورت میں بھی آپؐ کو ایک زندہ شخص کی طرح مخاطب کر کے دُعا دینا جائز ہے سو اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ آپؐ کی روحانیت زندہ ہے اور آپؐ اپنی امّت کے واسطے سے بھی زندہ ہیں اس لئے آپؐ کیلئے خطاب کے رنگ میں دعا کرنا جائز ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اپنے ایک شعر میں آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہو کر آپ سے مدد اور نصرت بھی چاہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

''اے سیّد الوریٰ! مددے وقتِ نصرت است''

یعنی اے رسول اللہ! آپؐ کی امّت پر ایک نازک گھڑی آئی ہوئی ہے میری مدد کو تشریف لائیے کہ یہ نصرت کا وقت ہے۔

(580) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضرت اقدس احباب میں تشریف فرما ہوتے تھے تو ہمیشہ اپنی نگاہ نیچی رکھتے تھے اور آپ کو اس بات کا بہت کم علم ہوتا تھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب یا کوئی اور بزرگ مجلس میں کہاں بیٹھے ہیں بلکہ جس بزرگ کی ضرورت ہوتی خصوصاً جب حضرت مولوی نورالدین صاحب کی ضرورت ہوتی تو آپ فرمایا کرتے مولوی صاحب کو بلاؤ حالانکہ اکثر وہ پاس ہی ہوتے تھے۔ ایسے موقعہ پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب فرما دیتے تھے کہ حضرت! مولوی صاحب تو یہ ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسا موقعہ عموماً حضرت خلیفہ اوّل ؓ کے متعلق پیش آتا تھا کیونکہ آپ ادب کے خیال سے حضرت صاحب کی مجلس میں پیچھے ہٹ کر بیٹھتے تھے حالانکہ دوسرے لوگ شوقِ صحبت میں آگے بڑھ بڑھ کر اور حضرت صاحب کے قریب ہو کر بیٹھتے تھے۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا۔

(581) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن جب سیر کو جانے سے قبل حضور علیہ السلام چوک متصل مسجد مبارک میں قیام فرما تھے تو آپ نے خاکسار کو فرمایا کہ مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اوّل ؓ) کو بلا لاؤ۔ خاکسار بلا لایا۔ سیر میں جب مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پیچھے رہ جاتے تو حضور علیہ السلام سے عرض کیا جاتا کہ حضور! مولوی صاحب پیچھے رہ گئے ہیں تو حضور علیہ السلام صرف قیام ہی نہ فرماتے بلکہ بعض اوقات مولوی صاحب کی طرف لوٹتے بھی تا کہ مولوی صاحب جلدی سے آ کر مل جائیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسا نظارہ میں نے بھی متعدد دفعہ دیکھا ہے۔ مگر واپس لوٹنا مجھے یاد نہیں بلکہ میں نے یہی دیکھا ہے کہ ایسے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام انتظار میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خلیفہ اول ؓ بہت آہستہ چلتے تھے اور حضرت صاحب بہت زود رفتار تھے۔ مگر اس زود رفتاری کی وجہ سے وقار میں فرق نہیں آتا تھا۔

(582) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ خوابوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ذکر فرما رہے تھے۔ مَیں نے عرض کیا مومن کی رؤیا صادقہ کس قسم میں سے ہے؟ فرمایا ''اِلْقَاءُ مَلَكٍ ہے۔''

(583) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** سائیں ابراہیم صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور نے مجھے بواسطہ مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل ایک تحریر ارسال کی ہے۔ جو سائیں ابراہیم صاحب کی املا پر مولوی قمر الدین صاحب نے لکھی تھی اور اس پر بعض لوگوں کی شہادت بھی درج ہے۔ اس تحریر میں سائیں ابراہیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائے دعویٰ میں دھرم کوٹ کے ہم پانچ کس نے بیعت کی تھی یعنی (1) خاکسار (2) مولوی فتح دین صاحب (3) نور محمد صاحب (4) اللہ رکھا صاحب اور (5) شیخ نواب الدین صاحب۔

اس وقت رادھے خان پٹھان ساکن کروالیاں پٹھاناں اچھا عابد شخص خیال کیا جاتا تھا۔ وہ دھرم کوٹ بگہ میں بھی آتا جاتا تھا اور مولوی فتح دین صاحب سے اس کی حضرت صاحب کے دعویٰ کے متعلق گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی اور بعض اوقات سخت کلامی تک بھی نوبت پہنچ جاتی تھی۔ 1900ء کا واقعہ ہے کہ رادھے خان مذکور دھرم کوٹ آیا اور مولوی فتح دین صاحب سے دورانِ گفتگو میں سخت کلامی کی۔ اس پر مولوی صاحب نے توبہ اور استغفار کی تلقین کی کہ ایسی باتیں حضرت صاحب کی شان میں مت کہو۔ مگر وہ باز نہ آیا اور کہا کہ مَیں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ مَیں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ مباہلہ کر کے دیکھ لو۔ اس پر مولوی صاحب مباہلہ کیلئے تیار ہو گئے اور مباہلہ وقوع میں آ گیا۔ مباہلہ کے بعد احمدی احباب نے آپس میں تذکرہ کیا کہ مباہلہ حضرت صاحب کی اجازت کے بغیر کر لیا گیا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہوا۔ اس پر حضور اقدس کی خدمت میں جانے کیلئے تیاری ہوئی۔ ہم پانچوں قادیان پہنچے۔ نماز عشاء کے بعد مولوی فتح دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واقعہ مباہلہ سُنایا اور کہا کہ ایسا ہو چکا ہے اور چالیس دن میعاد مقرر کی گئی ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ حضور نے معاً فرمایا: کیا تم خدا کے ٹھیکیدار تھے؟ تم نے چالیس دن میعاد کیوں مقرر کی؟ یہ غلط طریق اختیار کیا گیا ہے۔ یہ بھی دریافت فرمایا کہ مباہلہ میں اپنے وجود کو پیش کیا گیا ہے یا کہ ہمارے وجود کو؟ مولوی صاحب نے کہا۔ حضور اپنا وجود ہی پیش کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ یاد رکھو کہ مباہلہ میں میرا وجود پیش کرنا چاہئے نہ کہ اپنا۔ اس کے بعد حضور کچھ دیر گفتگو فرما کر تھوڑی دیر کیلئے خاموش رہے۔ پھر فرمایا۔ مَیں دُعا کرتا ہوں آپ بھی شامل ہو جائیں۔ دعا نہایت رقت بھرے الفاظ سے شروع ہوئی۔ عشاء کے بعد سے لے کر تہجد کے وقت تک دُعا ہوتی رہی۔ آخر دُعا ختم ہوئی اور حضور نے فرمایا۔ جاؤ دُعا قبول ہو گئی ہے اور خدا کے فضل سے تمہاری فتح ہے۔ ہم لوگ اسی وقت واپس آ گئے۔ نماز فجر راستہ میں پڑھی۔ واپس آ کر ہم لوگ مباہلہ کے انجام کے منتظر رہے اور دعا کرتے رہے۔ حضرت اقدس نے بھی دعا جاری رکھنے کی نصیحت فرمائی تھی۔ میعاد میں دس دن باقی رہ گئے تو رادھے خان نے آ کر پھر سخت کلامی کی اور اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر باہر جنگل میں دُعا کرنے کیلئے چلا گیا۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اس نے لوگوں کو کہا تھا کہ میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ اس دعا کے بعد وہ اپنے گاؤں کو واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کی پنڈلی کی ہڈی پر چوٹ لگی۔ اس سے اس کے سارے جسم میں زہر پھیل گیا۔ رادھے خان جسم کا پتلا دُبلا تھا مگر اس چوٹ کی وجہ سے اس کا جسم پھولتا گیا۔ حتّٰی کہ چارپائی سے بالشت بھر باہر اس کا جسم نکلا ہوا نظر آتا تھا۔ اس بیماری میں مولوی فتح الدین صاحب اس کے پاس گئے اور توبہ و استغفار کی تلقین کی مگر وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا۔ پھر جب چالیس دن میں ایک دن باقی تھا تو وہ واصل جہنم ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی قمر الدین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مَیں دھرم کوٹ بگہ سے اس روایت کو لے کر واپس قادیان آیا تو ایک دن مَیں نے اس واقعہ کا ذکر چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی، بی.اے سے کیا تو وہ بہت محظوظ ہوئے اور کہا کہ یہ بہت عجیب واقعہ ہے۔ کسی دن دھرم کوٹ چلیں اور سائیں ابراہیم صاحب کی زبانی سُنیں۔ مَیں نے کہا بہت اچھا۔ کسی دن چلیں گے۔ چنانچہ ہم نے جانے کیلئے ایک دن مقرر کیا۔ بٹالہ تک گاڑی میں جانا تھا۔ رات کو بارش ہو گئی۔ صبح سویرے گاڑی پر پہنچنا تھا۔ باقی سب دوست تو پہنچ گئے مگر چوہدری صاحب نہ پہنچ سکے۔ ہم گاڑی پر چلے گئے۔ بعض دوست چوہدری صاحب کے نہ پہنچ سکنے پر افسوس کرنے لگے مگر مَیں نے کہا چوہدری صاحب ضرور پہنچ جائیں گے۔ ہم بذریعہ گاڑی بٹالہ پہنچے اور وہاں سے دھرم کوٹ چلے گئے۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گذرا تھا کہ چوہدری صاحب سائیکل پر پہنچ گئے۔ دھرم کوٹ ہم نے پہلے سے اطلاع کی ہوئی تھی کہ ہم لوگ فلاں غرض کیلئے آ رہے ہیں۔ چوہدری صاحب کے پہنچنے پر ہم سب خوش ہوئے کیونکہ درحقیقت یہ سفر انہی کی تحریک پر کیا گیا تھا۔ ایک مجلس منعقد کی گئی اور سائیں ابراہیم کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ سارا واقعہ مباہلہ سنائیں۔ سائیں صاحب موصوف نے سارا واقعہ سُنایا۔ واقعہ سُن کر ایمان تازہ ہوتا تھا۔ ہمارے علاوہ اس مجلس میں مقامی جماعت کے لوگ بھی کافی تعداد میں شامل تھے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی بھی تھے۔ سب نے سائیں صاحب کے واقعہ مذکورہ سنانے پر تائید کی اور کئی احباب نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد دھرم کوٹ بگہ کے بہت سے احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسنون طریق مباہلہ یہ ہے کہ مباہلہ کیلئے ایک سال کی میعاد مقرر کی جائے اور اسی واسطے حضرت صاحب چالیس روز میعاد کے مقرر ہونے پر ناراض ہوئے ہونگے۔ مگر خدا نے حضرت کی خاص دعا کی وجہ سے چالیس روز میں ہی مباہلہ کا اثر دکھا دیا اور احمدیوں کو نمایاں فتح دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کر دیا مگر یہ ایک استثنائی صورت ہے جو حضرت صاحب کی خاص توجہ سے خدا نے خاص حالات میں پیدا کر دی ورنہ عام حالات میں ایک سال سے کم میعاد نہیں ہونی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی جب اہل نجران کو مباہلہ کیلئے بلایا تھا تو اپنی طرف سے ایک سال کی میعاد پیش کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ فرمان علی صاحب بی.اے. ریٹائرڈ انجینئر محکمہ انہار ساکن دھرم کوٹ بگہ نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے کیونکہ انہوں نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ ان کے والد شیخ عزیز الدین صاحب بھی واقعہ مباہلہ مابین مولوی فتح الدین صاحب و رادھے خان پٹھان ساکن کروالیاں اکثر لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے اور جن باتوں کی وجہ سے وہ احمدیت کے حق میں متاثر ہوئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

رمضان کا فیض اس صورت میں حاصل ہوگا جب انسان میں پاک تبدیلیاں مستقلاً پیدا ہو جائیں اور عید کی خوشیاں بھی اس وقت حاصل ہوں گی جب یہ تبدیلیاں ہمیشہ کیلئے زندگی کا حصہ بن جائیں گی

خلاصہ خطبہ عید الفطر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 رمئی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں رمضان کے مہینے سے گزار کر آج عید کا دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی لیکن کیا یہی اس رمضان کا مقصد تھا؟ کیا یہی اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا تھا کہ ہم انتیس، تیس دن روزے رکھیں اور عید منالیں، خوشیاں منالیں اور کھا پی لیں، کھیل کود کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو تو حقیقت میں ہم اس وقت حاصل کرنے والے ہوں گے جب رمضان کے روزے اور یہ عید ہمیں اس مقصد کو سمجھنے والا بنائے جو اس رمضان اور عید کا مقصد ہے کہ یہ برکات اور پاک تبدیلیاں جو حاصل کی ہیں اور پیدا کی ہیں، اگر واقعہ میں کی ہیں تو پھر تیس روزوں کے بعد یہ باتیں نظر آنے والی ہونی چاہئیں۔

پس رمضان کا فیض اس صورت میں حاصل ہوگا جب انسان میں پاک تبدیلیاں مستقلاً پیدا ہو جائیں اور عید کی خوشیاں بھی اس وقت حاصل ہوں گی جب یہ تبدیلیاں ہمیشہ کیلئے زندگی کا حصہ بن جائیں گی۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور اس زمانے کے امام کو مانا ہے اور آپؑ نے اس بارے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ کس طرح ایک حقیقی مومن کو ہونا چاہیے۔ آپؑ کے ارشادات کی روشنی میں اس وقت میں کچھ بیان کروں گا کہ ہم رمضان کے فیض کو جاری رکھنے والے اور حقیقی خوشیاں منانے والے کس طرح بن سکتے ہیں۔ کیا معیار ہیں جو ہمیں حقیقی عید منانے کیلئے حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس محبت کے معیار کیا ہونے چاہئیں جن کو حاصل کر کے خدا ملتا ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اصل توحید کو قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اسکی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اسکے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب بھی نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے، یہی وہ غرض ہے جس کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کیلئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔

نماز کی اہمیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لیے نہیں ہے کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح ٹھونگیں ماری جائیں۔ نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کیلئے دعا کرو۔

حضور انور نے فرمایا: پس ایسی نمازیں اگر ہمیں حاصل ہو جائیں تو وہ دن ہماری حقیقی عید کے دن ہوں گے۔ اپنے جائزے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم یہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ حقیقی عید منا سکیں یا کیا اس رمضان میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ آئندہ اس طرح عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کر کے اپنے لیے عید کا سامان کریں گے۔

ایک سچے مسلمان کو کیسا ہونا چاہئے اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لئے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسائش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے۔ پس حقیقی مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اس کیلئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے۔ کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا۔ اس لئے میں تم کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ بہشت ہی حقیقی عید کی خوشی ہے جو ہم نے حاصل کرنی ہے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس طرح کی عید کی خوشی منانے کیلئے تیار ہیں؟ اس بہشت کو حاصل کرنے کیلئے کوشش کر رہے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ آج کل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔ نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں۔ نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کیلئے بیٹھے رہتے ہیں۔ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس ایسی نمازیں اور قرآن کریم پر غور ہماری حقیقی عید اور مستقل عید بنائے گا۔ کیا ہم نے اس رمضان میں اس عید کو حاصل کرنے کا عہد کیا ہے؟ اگر نہیں تو آج ہمیں عہد کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنی نمازوں کو سنوار کر پڑھنے اور قرآن کریم کو پڑھنے اور غور کرنے کیلئے اپنی عید کی خوشیوں کو دائمی کرنا ہے اور یہی اس کی ایک صورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ پڑھنے کے یہی قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر فرمایا کہ جس کو قرآن کا کچھ بھی حصہ یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ قرآن کریم کو جلدی جلدی نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو۔

حضور انور نے فرمایا: پس اس رمضان میں جو قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ بعض نے شاید کچھ حصہ یاد کرنے کی بھی کوشش کی ہو، پس اسے یاد رکھنا، اسے دہرانا بھی چاہیے تا کہ یادداشت میں قائم رہے اور پھر یہ کہ قرآن کریم کی تعلیم پر غور کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اس کے احکامات پر غور کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلامِ صادق نے جس طرح فرمایا ہے اس پر تدبر کرو۔ اور جب ہم یاد کرنے اور تدبر کرنے اور قرآن کریم کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی طرف توجہ دیں گے تبھی ہم اس کا حق ادا کر سکتے ہیں اور تبھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس رمضان نے ہمارے اندر جو پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں جس کی وجہ سے ہمیں قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ ہوئی یہی اصل میں ہماری عید ہے۔ اور اس عید کو آج ہم نے خوشیاں منا کر ختم نہیں کر لینا بلکہ ہمیشہ کیلئے اور ہر روز اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سمجھ کر پڑھنے سے حظ اٹھانا ہے۔ اور صرف حظ ہی نہیں اٹھانا بلکہ اس لیے پڑھنا ہے تا کہ اس کی تعلیم کو سمجھ کر روحانی ترقی ہو اور ہمارا ہر دن عید کی خوشیاں لانے والا دن ہو۔

حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں واحد لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔

حضور انور نے فرمایا: پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کے مطابق اپنے آپ کو بنا لیں گے تو یہی ہمارے لیے حقیقی خوشی اور عید کا دن ہے اور اس کیلئے ہمیں اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ کیا ہم اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں یا یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ ان شاء اللہ ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس غریبوں کی ضرورتمندوں کی مدد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیار کو جذب کرنے والی ہونی چاہیے اور ہوگی اور جب یہ ہوگا تو حقیقی عید کا دن ہوگا۔ انفرادی طور پر بھی جماعت میں لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں لیکن جماعتی طور پر بھی فنڈز قائم ہیں وہاں بھی جو صاحب حیثیت لوگ ہیں ان کو کچھ نہ کچھ ادائیگی کرنی چاہیے۔ مریضوں کی امداد کا فنڈ ہے۔ یتیموں کا فنڈ ہے۔ غرباء کا فنڈ ہے۔ غریب طلبہ کی مدد کا فنڈ ہے اور اس طرح بہت سارے ہیں جہاں مدد کی جاتی ہے۔ اس طرف بھی جماعت کے افراد کو صاحبِ حیثیت افراد کو توجہ دینی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ وہ تعلیم ہے جو حقیقی عید کی خوشیاں دے سکتی ہے۔ اگر ہم اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں گے تو حقیقی عید منانے والے ہوں گے۔ صرف سال کی دو عیدیں ہی نہیں بلکہ ہر دن ہمارے لیے عید کا دن ہوگا کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کیلئے اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ہمیں نوازے گا۔ ہم قرآن کریم کو پڑھ اور سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کا ہمیں وارث بنائے گا۔ ہم حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کریں گے تو خدا تعالیٰ اپنی محبت کی نظر ہم پر ڈالے گا اور یہی چیزیں ہیں جس کو مل جائیں اس کی حقیقی عید ہو جاتی ہے۔ دعا اور کوشش کرنی چاہیے کہ یہ حقیقی عید ہم حاصل کرنے والے ہوں۔

......☆......☆......☆......

یہ لوگ جو گھر بیٹھے ختم نبوت کے نعرے لگاتے ہیں یہ نہ ہی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ختم نبوت دنیا کو بتا سکتے ہیں اور نہ ان میں اتنا حوصلہ ہے کہ بتا سکیں اور نہ اتنا علم ہے کہ بتا سکیں، پس آج احمدی ہی ہیں جو اس کام کو لے کر اٹھے ہوئے ہیں اور یہ بیڑا ہم نے اٹھایا ہے اور ہم ہی ہیں جنہوں نے اس کو انشاء اللہ انجام تک پہنچانا ہے

آج دنیا کا میڈیا یہ کہنے پر مجبور ہے کہ یہ اسلام جو جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے، یہ ہر ایک کے علم میں آنا چاہئے کیونکہ یہ دنیا کے امن کی ضمانت ہے، یہ دنیا میں محبت اور بھائی چارہ پھیلانے کی ضمانت ہے، بلکہ بہت سا پڑھا لکھا طبقہ اور بعض سیاسی لیڈروں نے بھی کہا کہ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہمارے سامنے کبھی بھی نہیں آئی

اللہ تعالیٰ نے اس راہنمائی کے ساتھ جو وہ خود پاک فطرت لوگوں کی کر رہا ہے، ان لوگوں کی راہنمائی کر رہا ہے جن پر اس کی رحمت کی نظر ہے، ہماری بھی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اپنے عملوں سے اور اپنی تبلیغ سے رحمۃ للعالمینؐ کے پیغام کو دنیا تک پہنچا کر اسے تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچائیں، اپنی سجدہ گاہوں کو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کا ذریعہ بنائیں، اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کیلئے اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کرتے رہیں، انسانیت کو تباہ ہونے سے بچانے کیلئے ایک تڑپ اپنے اندر پیدا کریں

پس اے غلامانِ مسیح محمدی! اے رحمۃ للعالمینؐ کے عاشق صادق کے غلامو! اور اے رحمۃ للعالمینؐ کی محبت کا دم بھرنے والو! اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ساتھ اپنی سوچوں کو ملاؤ، اپنے عملوں کو ملاؤ، اپنی دعاؤں کو ملاؤ اور دنیا میں جلد تر رحمۃ للعالمینؐ کا جھنڈا لہرانے میں حصہ دار بن جاؤ، یہ تڑپ آج جرمنی میں رہنے والے احمدیوں کیلئے بھی ضروری ہے اور امریکہ میں رہنے والے احمدیوں کیلئے بھی ضروری ہے اور کبابیر کے رہنے والے احمدیوں کیلئے بھی ضروری ہے، رحمۃ للعالمینؐ کی انسانیت پر رحمت کی تڑپ کا ادراک ہم نے عرب کو بھی کروانا ہے اور عجم کو بھی کروانا ہے، یورپ کو بھی کروانا ہے اور امریکہ کو بھی کروانا ہے اور دنیا کے ہر خطے کو کروانا ہے

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 30/جون 2013ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کالسروئے جرمنی میں اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء: 108) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور سیرت پر نظر ڈال کر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے اس کلام کی حرف بہ حرف تصدیق ہوتی ہے۔ آپؐ کی رحمت بے پایاں کے نظارے آپ کے سلسلۂ بیعت میں آنے والے صحابہ نے بھی دیکھے اور غیروں نے بھی دیکھے۔ حتیٰ کہ دشمنوں نے بھی دیکھے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ تیرہ سال تک دشمنوں کی طرف سے آپ کے ماننے والوں، آپ کے عزیزوں اور خود آپ کو اس ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی اور پھر آپ کو ختم کرنے کے لئے آپ پر فوج کشی کی گئی۔ لیکن سراپا رحمت و شفقت جب فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں، جب ظلموں کی داستانیں رقم کرنے والے خود اپنے ظلموں کو یاد کر کے آپ سے چھپتے پھرتے ہیں یا مکہ سے فرار ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے عزیزوں کے ذریعے پیغام بھیجتے ہیں کہ اگر امن سے رہنے کا وعدہ کرتے ہو تو مکّہ کی گلیاں اور بازار اور گھر آج بھی تمہیں آزادی سے رہنے کا حق دیتے ہیں۔ آج تمہارا واسطہ اللہ تعالیٰ کے اُس عظیم رسول سے پڑا ہے جو رحمۃٌ للعالَمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پس آج یہ عظیم رسول تمہارے تمام سابقہ ظلموں کو معاف کرتے ہوئے تمہیں اس شہر میں امن سے رہنے کی اجازت دینے کا اعلان کرتا ہے اور یہ حُسنِ سلوک دیکھ کر دشمن یہ اعلان کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ واقعی آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس اس سراپا رحمت سے صرف اپنوں نے فیض نہیں پایا بلکہ دشمنوں نے بھی اسکے حیرت انگیز نظارے دیکھے۔ حتیٰ کہ جانور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے فیضیاب ہوئے۔ کہیں اونٹوں پر غیر ضروری بوجھ لادنے سے آپ منع فرما رہے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1، صفحہ 544، مسند عبداللہ بن جعفر، حدیث نمبر 1745 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

تو کہیں چڑیا کے انڈے اٹھائے جانے کے ظلم سے آپ اپنے ساتھیوں کو منع فرما رہے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 2 صفحہ 76، 77، مسند عبداللہ بن مسعود حدیث نمبر 3835 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

تو کہیں چیونٹیاں جن کو مسلنے سے انسان گریز نہیں کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے فیض پا رہی ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب کراھیۃ حرق العدو بالنار، حدیث نمبر 2675)

پس یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ رحمۃ للعالمین ہیں جن سے ہر ایک نے فیض پایا اور پھر صرف مادی، دنیاوی، اور معاشرتی زندگی سے تعلق رکھنے والی باتوں میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے چشمے جاری نہیں ہوئے بلکہ اس ربّ العالَمین نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃً للعالَمین کہہ کر مخاطب کر کے فرمایا تو پھر اپنی روحانی پرورش کا فیض بھی اس رحمۃً للعالَمین کے ذریعے جاری فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایک ایسی کامل شریعت جاری فرمائی اور قرآن کریم جیسی عظیم کتاب آپ پر اتاری جو ایک کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہے جو نہ صرف روحانی بلکہ معاشی، معاشرتی، اخلاقی، علمی، سائنسی غرضیکہ ہر پہلو ہر مضمون کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور ایسے مخفی خزانے اس کتاب میں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والوں اور رحمۃً للعالمین کے کامل پیروؤں کو ملتے ہیں۔

لیکن اس وقت ہمیں فکر پیدا ہوتی ہے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو بھی سنتے ہیں کہ میرے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ تو میرے حقیقی متبعین اس آخری کتاب پر عمل کرنے والے ہوں گے لیکن پھر قرآن کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اس پر عمل کرنے والے مشکل سے ملیں گے۔ علماء کہلانے والے جن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ قرآن کے علوم و معارف سکھائیں گے، رحمۃ للعالمین کے ذریعے خدا تعالیٰ نے جو ہم پر احسان کیا ہے اسکے خزانے لٹائیں گے لیکن جب ان عالم کہلانے والوں کے پاس لوگ ان علوم و معارف کی تلاش میں جائیں گے تو وہاں جہالت کے سوا کچھ نہیں دیکھیں گے۔ فتنہ و فساد اور خود غرضیوں کے سوا اُن میں کچھ نظر نہیں آئے گا۔ امن و سلامتی کی تلاش کرنے والا انسان، رحمۃٌ للعالمین کی تعلیم سے فیض پانے کی خواہش کرنے والا انسان، رحمۃ للعالمین کی سیرت پڑھ کر اس سے متأثر ہونے والا انسان، اس بات کی تلاش میں سرگرداں انسان جب علماء کے نمونے دیکھے گا تو اسے پریشانی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ قرآن کریم کے اس دعویٰ کی سچائی دیکھنے کی جستجو کرنے والا انسان کہ یہ کامل اور مکمل کتاب ہے جب علماء کے پاس جائے گا تو خالی ہاتھ آئے گا۔ ایسے میں وہ پریشان ہوگا کہ اگر یہ کتاب سچ ہے اگر اسوۂ حسنہ میں رحمۃ للعالمین نے ہمیں نمونے دکھائے ہیں وہ سچ ہیں تو کیا وہ رحمت وہ فیض وہ خدا تعالیٰ کے فضل صرف چودہ صدیاں پہلے تک ہی محدود رکھے گئے تھے۔ رحمۃٌ للعالمین کا فیض تو تمام عالموں اور تمام زمانوں تک پھیلا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ کیا اب ہم صرف پرانے قصے کہانیاں پڑھ کر ہی خوش ہو جائیں گے کہ چودہ صدیاں پہلے یہ فیض مسلمانوں نے پایا بلکہ ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے غیر مسلموں نے بھی پایا۔ کیا ہم صرف اسی پر خوش ہوں گے؟ اب صرف پہلی کہانیاں سنا کر دنیا کو متأثر کریں گے؟ اور پھر ہم اس وقت مزید مایوس ہو جاتے ہیں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پڑھتے ہیں کہ خلافت تھوڑے عرصے بعد ہی ملوکیت میں بدل جائے گی اور پھر ایک ایسا اندھیرا زمانہ آئے گا جو سینکڑوں سالوں پر محیط ہوگا۔ جیسا پہلے انبیاء کے ماننے والے اور علماء نے دین میں بگاڑ پیدا کر دیا تھا مسلمانوں میں بھی یہی کچھ ہوگا۔ پس اندھیرے زمانے کی اطلاع کی حدیث، علماء کے بگڑنے کی حالت کی خبر اور عملاً یہ سب کچھ دیکھ کر ایک دردمند مسلمان تڑپ کر کہے گا کہ اے اللہ! اے ربّ العالمین! تُو تو سب عالموں کا رب ہے! تُو تو سب زمانوں کا رب ہے۔ تُو نے تو ہر زمانے کی روحانی اور مادی پرورش کرنے کے سامان کا اعلان کیا ہے۔ تو پھر آج ہم اس روحانیت سے کیوں محروم ہیں۔ ہم رحمۃ للعالمین کی رحمت سے فیضیاب کیوں نہیں ہو سکتے۔ اس وقت ہمارے خدا کی ان حق کے متلاشیوں کو یہ آواز آئے گی کہ اس رحمۃ للعالمین کی اگلی پیشگوئیوں کو بھی تو دیکھو۔ اور جب ہم آگے دیکھتے ہیں تو وہاں محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کے یہ جانفزا اور دل کو خوش کرنے والے الفاظ نظر آتے ہیں کہ قرآن کریم کے ان الفاظ کو بھی پڑھو کہ وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ: 4) اور ایک دوسری قوم بھی ہے جو پہلوں سے ملی نہیں لیکن ملے گی اور یہ سب کچھ دیکھے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے مسیح اور مہدی کی قوم ہے۔ مسیح موعود کا آنا میرا آنا ہوگا۔ اس کے ذریعے سے پھر خلافت علی منہاج النبوۃ کا اجراء ہوگا جو قیامت تک جاری رہے گی۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 6، صفحہ 285، حدیث النعمان بن بشیر، حدیث نمبر 18596، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

رحمۃ للعالمین کی رحمت کے نظارے تمہیں ان میں نظر آئیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کرنے والوں کے نظارے تم ان میں دیکھو گے۔ قرآن کریم کے علوم و معرفت کے خزانے وہ مسیح موعود لٹائے گا۔ قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کرنے والے اسکے ماننے والے ہوں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق بنا کر بھیجا ہے اور پھر ہم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ایک شان سے پوری ہوئی۔ رحمۃٌ

للعالمین کو اپنی امت کے بگڑنے کی جو فکر تھی اس کو ربّ العالمین نے اپنے وعدہ کے مطابق دور فرمایا اور وہ عاشق صادق اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نشانات کے جلو میں دنیا میں آیا اور دنیا میں قرآنی علوم و معرفت کے خزانے لٹاتا ہوا اپنے کام کی تکمیل کرکے اور اپنے بعد خلافت کے نظام کے جاری رہنے کی خوشخبری دے کر رخصت ہوا۔

آپ نے خلافت کے نظام کے جاری رہنے اور جماعت کی ترقیات کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: ’’تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305)

پھر آپ فرماتے ہیں: خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔

(ماخوذ از تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 62)

پس آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کے ذریعہ ترقیات کا وعدہ کیا ہے یہ رحمۃ للعالمین کا ہی جاری فیض ہے تاکہ دنیا اپنے خدا کی پہچان کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کو سمیٹنے والی ہو۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو سلسلہ احمدیہ کی کامیابی اور خلافت کے نظام کے جاری رہنے کا فرمایا تھا اور یہ خوشخبری دی تھی اس کا ایک ایک لفظ سچ نکل رہا ہے۔ دشمن نے خلافت اولیٰ میں سمجھا کہ بڑی عمر کا کمزور شخص خلیفہ بنا ہے اب جماعت ختم ہوئی کہ اب ختم ہوئی۔ لیکن اس کمزور شخص نے جو دنیا کی نظر میں کمزور تھا خلافت کے نظام کو اس طرح مضبوط بنیادوں پر قائم کیا کہ مخالفین احمدیت حیران و پریشان ہوگئے۔ پھر خلافت ثانیہ کا دور آیا تو یہ سمجھے کہ ایک نوجوان ہے اس نے جماعت کو کیا سنبھالنا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ جماعت کے جو بہت سے سرکردہ افراد تھے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت کا انکار کرتے ہوئے خلافت کی بیعت سے باہر نکل گئے۔ لیکن خلافت ثانیہ کا باون سالہ دور گواہ ہے کہ وہ دور دنیا میں جماعت کی ترقیات اور جماعت کے اندر انتظامی مضبوطی کا ایک شاندار دور ثابت ہوا۔ پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا تو جہاں خدمت انسانیت کے نئے راستے کھلے جماعتی ترقیات نے نئی راہیں دیکھیں وہاں مخالفین احمدیت نے حکومت اور طاقت کے زور پر قانوناً جماعت کی ترقیات کو روکنے کی مذموم کوشش کی۔ لیکن یہ قافلہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر خلافت رابعہ کا وقت آیا تو دشمن نے اپنے زعم میں جماعت کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ لیکن جن ہاتھوں اور پاؤں کے سلامت رہنے کی خدا تعالیٰ نے ضمانت دی ہوئی تھی اس کو دشمن کس طرح کاٹ سکتا تھا۔ جماعت نے ترقی کی نئی منازل طے کیں اور دنیا کے ایک حصے میں MTA کے ذریعے سے احمدیت کا پیغام پہنچنا شروع ہوگیا۔ اور دشمن جو جماعت کے ہاتھ پیر کاٹنے کی کوشش میں تھا وہ خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آ کر فنا ہوگیا۔ پھر خلافت خامسہ کا دور آیا تو پھر بعض غیروں کی نظریں اس طرف ہوئیں کہ اب دیکھتے ہیں جماعت کی حالت کیا ہوتی ہے۔ لیکن وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دلائی تھی کہ خلافت کے نظام کے ذریعے جماعت کی ترقی ہوگی، وہ خدا جس نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خلافت علی منہاج النبوۃ کی خوشخبری دی تھی تاکہ اس ذریعے سے دنیا رحمۃ للعالمین کے جاری چشمے سے فیضیاب ہوتی رہے اس نے مجھ جیسے کمزور اور کم علم انسان کے ذریعے سے جماعتی ترقیات کے نئے دروازے کھولے۔ رحمۃ للعالمین کے پیغام کو دنیا کے ہر طبقے تک پہنچانے کا کام میرے ذریعے سے بھی اور افراد جماعت کے ذریعے سے بھی خدا تعالیٰ نے کروایا۔

جیسا میں گزشتہ خطبوں میں بھی پہلے بتا چکا ہوں کہ گزشتہ دنوں امریکہ اور کینیڈا کے دوروں میں میڈیا کے ذریعے دو کروڑ سے زائد افراد تک اسلام کا خوبصورت پیغام اور رحمۃ للعالمین کی خوبصورت سیرت پہنچانے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔

یہاں جرمنی میں بھی اس دورے میں مسجدوں کے افتتاح میڈیا نے، اخباروں اور ٹیلیویژن نے گزشتہ دوروں کی نسبت زیادہ کور (cover) کئے ہیں۔ دنیا نے جب اس محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کی زندگی پر حملے کئے اور اسلام کو بدنام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب دینے کے بھی نئے راستے کھول دیئے۔ نئے راستے سمجھائے، نئے طریقے سمجھائے۔ اسلام کی امن پسند اور بھائی چارے کی تعلیم دنیا کو بتانے کی بھی توفیق ملی۔ گزشتہ دنوں میں نے برٹش پارلیمنٹ میں دوبارہ خطاب کیا تو انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی بتائی۔ وہاں علاوہ دوسروں کے ایک پاکستانی جرنلسٹ بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک پاکستانی اردو اخبار کے نمائندے ہیں یا وہاں لندن کے ایڈیٹر ہیں وہ بھی آئے ہوئے تھے۔ ان کو میں نے کہا کہ تم پاکستان میں تو ہمیں غیر مسلم کہتے ہو۔ اب میں تمہیں مانوں گا کہ اگر تم صحیح انصاف پسند جرنلسٹ ہو تو اپنے اخبار میں یہ لکھو کہ مرزا مسرور احمد نے برٹش پارلیمنٹ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی۔

پس یہ لوگ جو گھر بیٹھے ختم نبوت کے نعرے لگاتے ہیں یہ نہ ہی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ختم نبوت دنیا کو بتا سکتے ہیں اور نہ ان میں اتنا حوصلہ ہے کہ بتا سکیں اور نہ اتنا علم ہے کہ بتا سکیں۔ پس آج احمدی ہی ہیں جو اس کام کو لے کر اٹھے ہوئے ہیں اور یہ بیڑا ہم نے اٹھایا ہے اور ہم ہی ہیں جنہوں نے اس کو انشاء اللہ انجام تک پہنچانا ہے۔

آج دنیا کا میڈیا یہ کہنے پر مجبور ہے کہ یہ اسلام جو جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے۔ یہ ہر ایک کے علم میں آنا چاہئے کیونکہ یہ دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ یہ دنیا میں محبت اور بھائی چارہ پھیلانے کی ضمانت ہے۔ بلکہ بہت سا پڑھا لکھا طبقہ اور بعض سیاسی لیڈروں نے بھی کہا کہ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہمارے سامنے کبھی بھی نہیں آئی۔ کینیڈا میں ایک اخبار کے نمائندے نے یا اخبار کے مالک نے جنہوں نے ڈینش کارٹونوں کو لے کے بھی اپنے اخبار میں شائع کیا تھا، وہ بھی اس پریس میٹنگ میں آیا ہوا تھا۔ اس نے اب اپنے اخبار میں آرٹیکل لکھا اور اس نے یہ کہا کہ میں اسلام کے خلاف بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔ لیکن آج مرزا مسرور احمد نے مجھے جو اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دکھایا ہے اسکے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ اسلام امن پسند مذہب ہے۔ بلکہ بعض فنکشنز میں مسلمان پڑھا لکھا طبقہ بعض اسلامی ملکوں کے قونصلیٹ اور ایمبیسیڈر وغیرہ بھی اور ایسی تنظیمیں جو شدت پسندی کے خلاف ہیں ان کے سربراہان بھی، ان کے مسلمان لیڈر بھی آئے ہوئے تھے جنہوں نے مجھے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جوابات ہمیں نہیں آتے تھے اور ہم ٹال مٹول سے کام لیتے تھے۔ کھل کے کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ آج تم نے یہ جواب دے کر اور ہمیں سمجھا کر ہمارے سر اونچے کردیئے ہیں۔ امریکہ اور کینیڈا کوئی چھوٹے ملک نہیں ہیں۔ فاصلوں کے لحاظ سے ملک کے ایک حصے سے دوسرے تک بذریعہ جہاز سفر کریں تو بھی چار پانچ گھنٹے لگ جاتے ہیں یا اس سے زیادہ بھی لگ جاتا ہے اور ایک حصے سے دوسرے حصے میں وقت کا فرق بھی دو تین گھنٹے سے زائد تک کا ہے۔ یورپ میں تو اتنے فاصلے میں چار پانچ ملک آجاتے ہیں جتنا وہ ایک ملک ہے۔ پس وہاں کے ہر طبقے تک یہ پیغام پہنچنا خلافت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات کی دلیل ہے۔ امریکہ کے دو بہت بڑے اخباروں اور کینیڈا کے ٹی وی چینل جو پورے ملک کو کور (cover) کرتا ہے بی بی سی کے برابر ہے۔ ان ٹی وی چینلز اور اخباری نمائندوں کو میں نے یہ بھی کہا تھا کہ آج تم اسلام کے پیغام کو نہیں مانو گے تو تمہاری نسلیں ضرور اس کی آغوش میں آئیں گی۔ یہی ایک مذہب ہے جسے رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کے ذریعے دنیا کی بھلائی کیلئے بھیجا ہے۔

لیکن ہم جو احمدی کہلاتے ہیں، جو رحمۃ للعالمین کے غلام صادق کے ماننے والوں کی جماعت ہیں، ہم جو اس بات کو لے کر اٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کو تباہی سے بچانا ہے ہمیں بھی اپنا کردار ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ دنیا جو خدا تعالیٰ کو بھول رہی ہے جو خدا تعالیٰ سے دور ہٹ رہی ہے یہ کوئی نئی حالت نہیں ہے یہ دور آتے رہتے ہیں۔ جب یہ حالت آج سے چودہ سو سال پہلے تھی تو رحمۃٌ للعالمین کی راتوں کی نیندیں ختم ہوگئی تھیں، دل بے چین تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ کیا تُو اپنے آپ کو ہلاک کرلے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ (سورۃ الشعراء:4)

پس اگر آج ہم رحمۃٌ للعالمین سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں بھی دنیا کو خدا تعالیٰ کے آگے جھکانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ اس زندہ خدا کے آگے جھکنے والا بنانے کیلئے کوششوں کی ضرورت ہے جو ہماری کوششوں سے زیادہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے کئے گئے وعدے کے مطابق کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) خود ہی ایسے سامان پیدا فرما رہا ہے کہ اسلام کا پیغام اس کی حقیقی روح کے ساتھ دنیا میں پھیل رہا ہے۔ وہی مثال ہے کہ ہم تو صرف لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا غیر معمولی طور پر میڈیا کے ذریعے اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر طبقے تک یہ پیغام پہنچا رہا ہے۔

کئی لوگ سفر کے دوران مجھے ملتے ہیں۔ امریکہ میں بھی دور دراز علاقوں میں بعض جگہوں پر میں گیا ہوں، کہیں سیر پر جاؤں، یا سروسز پر پیٹرول اسٹیشنوں پر اگر کھڑے ہو تو بعض لوگ ملتے ہیں کہ ہم نے تمہارے بارے میں، تمہارے پیغام کے بارے میں فلاں اخبار میں پڑھا تھا یا انٹرنیٹ پر پڑھا تھا۔ یا فلاں خبر میں دیکھا تھا۔ تو ان کو مزید لٹریچر دینے کا موقع مل جاتا ہے اور تعارف بڑھتا ہے۔ پس یہ چیز ہے، ہماری کوشش تو بے شک معمولی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ خود بخود ایسے راستے کھول رہا ہے جس سے تبلیغ کے میدان بھی وسیع تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود نیک فطرتوں کو، مسلمانوں میں بھی اور غیروں میں بھی، رحمۃٌ للعالمین کی حقیقی تعلیم کے ساتھ جڑنے کی ہدایت فرما رہا ہے۔ مسلمانوں میں سینکڑوں ہزاروں ایسے ہیں جو اس بات کی تلاش میں ہیں کہ ہم اسلام کی حقیقی تعلیم کہاں پائیں۔ رحمۃٌ للعالمین کا حقیقی اُسوہ کہاں دیکھیں۔ اور غیر مسلموں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو دل کے سکون اور چین کیلئے اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے کیلئے بے چین ہیں۔ ایسے لوگ جن تک ہمارا پہنچنا مشکل ہو ان تک خود خدا تعالیٰ پہنچتا ہے۔ یا پھر ایسے بھی لوگ ہیں جن کے دل کسی دلیل سے قائل نہیں ہوتے ان کو بھی خدا تعالیٰ خود راہنمائی فرماتا ہے۔ پس جس طرح ہمارے آقا کا دل بے چین تھا کہ کیوں لوگ ہدایت کی طرف نہیں آتے اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس آقا کے غلام کا دل بھی بے چین تھا۔ انہوں نے بھی رو رو کر بڑی دعائیں کیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بڑی گریہ و زاری کی کہ دنیا ہدایت پا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ایک قانون اس طرح بھی چلتا ہے کہ اپنے وقت پر ان دعاؤں کے طفیل کچھ نیک فطرتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ ان دعاؤں کو سنتا ہے اور لوگوں کی راہنمائی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کی چند مثالیں اور نمونے بھی میں نے لئے ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بے شمار ہزاروں نمونے ایسے ہوتے ہیں چند ایک مثالیں مَیں دیتا ہوں۔

بورکینا فاسو جو افریقہ کا ایک دور دراز ملک ہے وہاں Tenkodogo ریجن ہے۔ اس کے گاؤں میں ایک ہمارے مسلمان دوست وارے ادریس صاحب ہیں، ان سے بحث ہو رہی تھی۔ تو انہی دنوں میں انہوں نے ایک خواب دیکھی کہ وہ ایک ہجوم میں کھڑے ہیں اور حیرانی سے دیکھ رہے ہیں کہ اتنی زیادہ مخلوق اکٹھی ہے۔ اسی اثناء میں دیکھا کہ اس جم غفیر کے درمیان ایک شخص نہایت سفید پگڑی سر پر باندھے کھڑا ہے۔ ساتھ ہی ان کو آواز آئی کہ یہ مہدی ہیں اور یہ سب مہدی کے ماننے والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں آنکھ کھلنے پر میں سمجھ نہ سکا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ مگر معلم صاحب تھے الیاس صاحب جن سے ان کی یہ بحث ہوتی تھی ان کے منہ سے انہوں نے مہدی کا لفظ بار بار سنا تھا۔ تو فوراً معلم صاحب کے گھر گئے اور کہا کہ تم کسی مہدی کی بات کیا کرتے تھے ان کی تصویر تو دکھاؤ اور جب تصویر دیکھی تو اللہ اکبر پکار اٹھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر کہا کہ یہی وہ مہدی ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شامل ہوگئے۔

فرانس کے ایک نو احمدی وقاص صاحب کی والدہ نے خواب بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نماز ادا کر رہی تھی۔ میرے آگے ایک باریش شخص کھڑا ہے اور کچھ نہیں کہتا۔ یہ خواب پانچ چھ سال قبل کا ہے۔ کہتی ہیں کہ ایک سال پہلے میں اپنے بیٹے کے ساتھ جلسہ سالانہ

جرمنی میں شامل ہوئی۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی ۔ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں ۔ یہی وہ بزرگ تھے جن کو پانچ چھ سال قبل میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔اس پر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔جلسہ سالانہ کے پروگرام میں خلیفہ وقت کو دیکھا۔ان تمام واقعات نے میری زندگی پر گہرا اثر کیا۔ جب واپس آئی تو میں نے بیٹے سے کہا اب مجھے احمدی ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ چنانچہ یہ خاتون بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوگئیں۔

ناروے کا ایک واقعہ ہے، پرانا واقعہ ہے کہ آٹھ دس سالقبل کا میرا خطبہ لگا ہوا تھا۔ایک غیر از جماعت دوست نے فون کیا اور ملنے کی خواہش کی۔ ملاقات پر انہوں نے بتایا کہ خطبہ جمعہ سن کر ان میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور ان کی دنیا ہی گویا بدل گئی ہے۔ انہیں دعوۃ الامیر اور چند کتب دی گئیں اور چند دنوں کے بعد انہوں نے بیعت پر اصرار کیا۔ان پر واضح کیا گیا کہ احمدیت کے قبول کرنے کے بعد بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔جس پر انہوں نے کہا کہ محض خدا کی خاطر اس صداقت کو اپنانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔

پھر گیانا کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں کے اسسٹنٹ کمشنر پولیس دس سال قبل پہلے عیسائی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ کچھ سال پہلے جب ان کو احمدیت کا تعارف ہوا تو بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوگئے۔ بیعت کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ قرآن کریم میں خلافت کا ذکر ہے جو کہ سوائے جماعت احمدیہ کے کہیں اور نہیں ہے۔ پس یہی سچی جماعت ہے۔اب ان کے پاس یہ مضبوط دلیل ہے۔ جب مسلمانوں سے گفتگو ہو تو یہی کہتے ہیں احمدیت کا ایک خلیفہ ہے اگر تم خلیفہ پیش کر سکتے ہو تو بات ہوگی۔جس پر دوسرے مسلمان لاجواب ہو جاتے ہیں۔

بلغاریہ میں بھی مخالفین نے مخالفت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ہمارے بعض احمدی احباب کو مفتی بلغاریہ کے آدمیوں نے لالچ وغیرہ دے کر جماعت سے انکار کرنے کے لئے بھی کہا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام جماعت تمام احباب نہ صرف ایمان پر قائم ہیں بلکہ پہلے سے بڑھ کر اخلاص کا نمونہ دکھا رہے ہیں اور خلافت احمدیہ کے ساتھ وفا کا تعلق ثابت کر رہے ہیں۔ ایک خاتون تھیں ان کے پاس تین افراد گئے اور جماعت سے انکار اور اپنے ساتھ شامل ہونے اور مدد کرنے کا کہا۔اس پر ہماری اس مجاہدہ نے کہا کہ احمدیت سچی ہے اور میں اپنے خلیفہ سے مل کر آئی ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تین چار خوابیں دکھائی ہیں اور بتا دیا ہے کہ یہ جماعت سچی ہے اس لئے اسے چھوڑنے کا اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر الجزائر کی ایک خاتون ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں افراد خانہ کے ساتھ بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی ہوں اور چینل گھما رہی ہوں کہ اچانک مجھے ایم ٹی اے مل گیا۔ جہاں نو مبائعین کے بارے میں کوئی پروگرام ہے۔ معمول سے مختلف ہے۔وہ پروگرام ایک دریا یا سمندر میں ایک کشتی کے اوپر ہو رہا ہے۔جس میں دو افراد سوار ہیں اور کمپیئر مختلف احباب سے قبول احمدیت کی وجہ پوچھ رہا ہے۔کہتی ہیں اسکے بعد مجھے خلیفۃ المسیح الخامس دور سے آتے نظر آئے۔ میں آپ کو بڑی توجہ سے دیکھ رہی ہوں لیکن وہ میرے ارد گرد کے لوگوں سے متوجہ ہوتے ہیں لیکن لوگ کوئی توجہ نہیں کرتے۔ میں اپنے دل میں کہتی ہوں کہ یہ لوگ توجہ کیوں نہیں کرتے۔ اتنے میں مجھے ایک غیر معمولی آواز سنائی دیتی ہے جو میرے دل اور کانوں کو یہ کہتے ہوئے چیرتی ہوئی گزر جاتی ہے کہ یہ خدا کا نور ہے۔ وہ جس کے دل میں چاہتا ہے اسے ڈالتا ہے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ سننے کے بعد میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ اور یہی پڑھتے ہوئے میری آنکھ کھل گئی۔

کبابیر کی ایک مثال ہے کہتے ہیں کہ 2012ء میں پروگرام مجالس الذکر میں عراق سے ایک دوست شامل ہوئے اور بذریعہ فون اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ چند سال قبل کی بات ہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا اور میں عراق میں مسلمانوں کے بدتر حالات کی وجہ سے بہت مغموم اور اداس تھا۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ پھر نماز اور روزے وغیرہ اور عبادات کا کیا فائدہ ہے؟ چنانچہ ایک رات بڑے غم کی حالت میں لیٹ گیا۔اس رات خواب میں ایک صاحب نظر آئے جو بڑی جلالی آواز میں فی البدیہہ تقریر کر رہے تھے۔خواب میں سمجھایا گیا کہ یہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ چنانچہ اثنائے خطاب آپ نے ایک شعر پڑھا جو اس طرح تھا۔

تَرَکْنَا ھٰذِہِ الدُّنْیَا لِوَجْہٍ
وَاٰثَرْنَا الْجَمَالَ عَلَی الْجَمَالِ

بیدار ہونے پر میں نے فوراً اس شعر کو اس طرح لکھ دیا۔ اس شعر کے علاوہ کوئی اور بات مجھے یاد نہیں رہی۔ میں اس خواب سے بہت متاثر ہوا۔اس دن سے اس شعر کی تلاش میں لگا۔ کئی قسم کی کتب اور دیوان دیکھتا رہا۔مگر کہیں شعر کا کچھ پتہ نہ چلا۔ایک عرصے بعد اتفاقاً ٹی وی چینل سیٹ کر رہا تھا کہ اچانک ایک چینل سے اسی شعر کی آواز آئی جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا اور اسی چینل یعنی MTA میں اس قصیدہ کی آواز کے ساتھ ساتھ ایک شخص کی تصویر نظر آئی۔ یہ بالکل وہی شخص تھا جس کو میں نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روپ میں دیکھا تھا۔اس تصویر کے نیچے نام تحریر تھا، الامام المہدی والمسیح الموعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام، اس واقعہ نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ میں ایک ہفتہ تک کانپتا رہا اور بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوگیا۔

ایک نو مبائع دوست مراکش کے رہنے والے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے بچپن میں خواب دیکھا کہ میں دادا اور دادی کے گھر ہوں۔ گھر کا صحن بہت بڑا ہے جس کے آگے گھر کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں جلدی سے دروازے کی طرف دوڑا کہ سب سے پہلے دروازہ کھولوں۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ باہر ایک بہت خوبصورت آدمی بڑا کوٹ پہنے ہوئے کھڑا ہے۔ میں پیچھے ہٹتا ہوں تا کہ وہ اندر داخل ہو جائے۔ جب وہ شخص اندر صحن میں داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ان کا چہرہ بہت روشن ہے۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ کچھ عرصہ قبل جب وہ ٹی وی دیکھ رہے تھے تو چینل گھماتے ہوئے ایم ٹی اے نظر آیا۔ دلچسپی بڑھی اور ایک دن ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی۔ تب انہیں اپنا خواب یاد آیا کہ ہمارے گھر میں بڑا کوٹ پہنے کوئی شخص داخل ہوئے تھے۔ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے۔تب انہوں نے اپنی فیملی میں سب سے پہلے بیعت کی۔ پھر ان کے بیوی بچوں نے بھی بیعت کر لی۔

پھر اسی طرح سوڈان سے ایک خاتون ہیں ام محمد صاحبہ۔ کہتی ہیں میں نے کافی عرصہ قبل تین خوابیں یکے بعد دیگرے دیکھیں۔ پہلی میں آسمان پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آگ سے لکھا ہوا دیکھا۔ دوسری خواب میں چاندی کے رنگ سے لکھا ہوا دیکھا۔ اور تیسری خواب میں ایک کمرہ دیکھا جس کے گرد ایک بہت بڑی جماعت ہے اور مجھے کہا گیا کہ اندر جاؤ تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے دستخط کر دیں۔ میں داخل ہوئی تو ایک شخص سفید لباس میں ملبوس ایک اونچی جگہ پر بیٹھا ہے لیکن اس کا چہرہ واضح نہیں ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر مجھ سے ایک سفید کاغذ لیا اور اس پر احمد نام سے دستخط کر دیئے اور کاغذ مجھے دے دیا۔ جب باہر نکلی تو باہر موجود لوگوں نے پوچھا کہ کیا دستخط کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے ہاں کہہ کر اثبات میں جواب دیا۔ اور اسکے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ کہتی ہیں میں اس دن سے خدا سے دعا کر رہی ہوں کہ اس راز کو منکشف کرے۔ پھر میں نے حال ہی میں جب اپنے خاوند کو بتایا تو انہوں نے یہ تاویل کی کہ اس سے مراد بیعت ہے۔ میں شروع میں ان لوگوں سے متعجب ہوتی تھی اور ان کے بارے میں پوچھتی تھی جنہیں وہ ٹی وی پر دیکھتے تھے۔لیکن وقت گزرنے کے ساتھ خود مجھے وہ سب سننے میں مزا آنے لگا اور میرا شرح صدر ہو گیا۔

اسی طرح الجزائر سے ایک خاتون ہیں۔ کہتی ہیں دو سال قبل بیعت کی ہے۔اس سے قبل میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اور کبھی حضرت مصلح موعود کو اور کبھی خلیفہ رابع کو خوابوں میں دیکھا کرتی تھی۔ (کیونکہ ہوسکتا ہے ٹیلیویژن کے ذریعے پہلے انہوں نے دیکھ لیا ہو) کہتی ہیں کہ ایک خواب میں نے دیکھی کہ میں مسجد میں ہوں جس کی کھڑکیاں اور دروازے سبز رنگ کے ہیں۔ یہ خوابوں کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ میرے بھائی نے جب بیعت کی تو میں نے کہا کہ روز نئی جماعت آ جاتی ہے۔ یہ سب افتراء ہیں اور بجائے توحید اور اتحاد کے ملت فرقوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ لیکن جب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ قرآن کریم کی مدح میں ’’لَمَّا اَرَی الْفُرْقَان......‘‘ سنا تو میں نے کہا اس ترتیب سے مختلف حروف کا قصیدے میں استعمال کرنا اس زمانے میں اور اس عمدگی اور مہارت سے کسی شاعر یا کاتب کا کام نہیں ہے اور ناممکن ہے کوئی ایسا قصیدہ لکھ سکے جو اپنے الفاظ اور ترتیب اور انداز میں جاہلی دور میں لکھے گئے فصیح و بلیغ اشعار سے بھی بالا ہے۔ بہر حال میں نے پھر بھی کوئی توجہ نہ دی اور ان خوابوں کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ ایک خواب میں دیکھا کہ میں ایک مسجد میں ہوں جس کی بہت سی کھڑکیاں اور دروازے ہیں اور اس کا رنگ سبز ہے اور بالکل وہی منظر ہے جو میں نے ایم ٹی اے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کا دیکھا جو مسجد کے ساتھ ملحق ہے۔ اسکے ایک سال کے بعد میں نے کمپیوٹر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو مجھے وہم لگا کیونکہ جو پہلے شخص دیکھا تھا اور یہ شخص مجھے آپس میں بہت مشابہ لگے۔ اس پر میں نے استخارہ کیا تو دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی کشتی پر سوار ہوں اور میرا دم گھٹ رہا ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالتے ہیں۔ چنانچہ اسکے بعد میں نے بیعت کر لی۔

پھر یمن سے ایک خاتون ہیں مجھے لکھتے ہوئے کہتی ہیں کہ بیعت سے قبل خلافت اور خلفاء کے بارے میں گاہے بگاہے خوابیں آتی تھیں اور بعض خلفاء سے ملاقات ہوتی تھی جن میں آخری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ہوئی جو مجھے بعد میں علم ہوا کہ خلیفہ رابع ہیں۔ پہلے شکل دیکھتی رہی لیکن علم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں۔ بعد میں پتہ لگا کہ وہ ہیں۔ ان خوابوں کے بعد میں خود سے سوال کرتی اور میاں سے بھی ذکر کرتی کہ کیا دوبارہ خلافت قائم ہوسکتی ہے؟ تو یہی جواب ملتا کہ آپس میں لڑنے جھگڑنے والی اور کئی اختلاف رکھنے والی جماعتوں میں تو بہر حال خلافت نہیں ہوسکتی۔ ایک خواب میں دیکھا کہ ایک مسکراتے ہوئے خوش و خرم شخص آئے ہیں اور انہوں نے میری طرف بڑی شفقت اور مہربانی سے دیکھا اور بڑی وضاحت سے سورۃ اخلاص پڑھی جو میں نے بھی دوہرائی۔ پھر انہوں نے سورۃ ابراہیم پڑھی جو پہلی طرح واضح نہیں تھی۔ کہتی ہیں اس کے ایک ہفتے بعد اتفاق سے ایم ٹی اے تھری (3) پر اس شخص کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ لیکن جب سنا کہ مسیح موعود اور مہدی ہونے اور وحی کے نزول کے مدعی ہیں تو اسی ایک بات کو ان سے اعراض کیلئے کافی سمجھا اور چینل چھوڑ دیا۔ لیکن اس کے بعد وہ پھر خواب میں آئے اور فرمایا کہ مجھے وحی ہوتی ہے اور

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ک ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 325)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے، بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 605، ایڈیشن 1988ء)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

میں مہدی ہوں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو سچا نہیں سمجھتی اور یہ کہہ کر آپ کو چھوڑ کر جانے لگی تو آپ نے دعا کیلئے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے اور عابدانہ حلیہ میں کہا کہ میرے بارے میں یونہی فیصلہ نہ کرو بلکہ میں جو پیغام لایا ہوں اسے سنو۔ اسکے بعد میں نے باقاعدہ ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا اور میرے میاں نے کتابیں ڈاؤن لوڈ کیں جن کے مطالعہ کے بعد میرے لئے تقویٰ سے کام لیتے ہوئے آپ کی تصدیق کے سوا کوئی گنجائش نہ رہی۔ خدا کی قسم میں نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق پایا اور بیعت کا فیصلہ کرلیا۔ بیعت سے قبل میں نے تیسری بار خواب میں دیکھا گویا قیامت آگئی ہے اور پہاڑ اڑائے جا رہے ہیں اور زمین اندر دھنس گئی ہے۔ میں اس حال میں بعض لوگوں کو اور چرنے والے جانوروں کو اکٹھا کر رہی ہوں۔ لوگ بڑی تضرع سے خدا کے حضور دعا کر رہے ہیں اور اپنے نجات دہندہ مہدی علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں۔ اچانک آپ مجھے کسی قدر فاصلہ پر نظر آجاتے ہیں۔ میں آپ کی طرف بڑھنے لگتی ہوں۔ تو ایک بڑے خوفناک سانپ نے میرا راستہ روکا۔ جس کے کئی منہ تھے لیکن میں سیدی وحبیبی حضرت احمد علیہ السلام کی طرف آگے بڑھنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے تھی۔ قبول احمدیت کے بعد مجھے ایک قریبی کا فون آیا جس نے مجھے کافر کہا اور حدیث سنائی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں ایک سفید راستے پر چھوڑ رہا ہوں جس سے سوائے ہلاک ہونے والے کے کوئی نہیں ہٹے گا۔ اس حدیث کا میرے دل پر بڑا اثر ہوا اور میں ڈر گئی کہ گمراہ نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے خوب تضرع سے خدا کے حضور دعا کی اور مجھے یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے خائب و خاسر نہیں کرے گا۔ الحمد للہ کہ اسی رات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک نئے دل لبھانے والے لباس میں دیکھا۔ آپ نے مجھے بڑی تاکید سے فرمایا۔ مَیں مسیح موعود ہوں میرے پیغام کی تبلیغ کرو۔ اس راہنمائی پر میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اگلے دن وہی شخص ایک اور آدمی کے ساتھ ہمارے گھر آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیں اور چلا گیا۔ اگلے دن اس کے بیٹے نے بتایا کہ وہ شخص بستر پر پڑا ہے اور حالت بہت تشویش ناک ہے اور اس نے اپنے باپ کو پہلے کبھی اس حالت سے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ بھی بعض دفعہ ساتھ ہی قرض چکا دیتا ہے۔

بیت المقدس کے ایک حسام صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ تقریباً دس سال قبل مَیں ایک بہت ایماندار صوفی تھا اور خدا تعالیٰ سے مجھے بہت زیادہ محبت تھی تاہم میرا کسی سیاسی یا مذہبی فرقے یا جماعت سے کوئی تعلق نہ تھا اور شدت محبت الٰہی کی وجہ سے قریب تھا کہ میں ہوش کھو بیٹھوں۔ اسی حالت میں مَیں نے خود سے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اگر مومنوں کے دلوں کو لبھانے والے ایک نغمے میں ڈھل جائے تو کیسی لگے۔ تو اس سوال کا جواب خدا تعالیٰ کی طرف سے خواب میں اس طرح ملا کہ میں نے خود کو بلند فضا میں مختلف سیاروں کے درمیان پایا۔ جہاں اچانک مجھے ایک عجیب سریلی آواز میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی آواز سنائی دی۔ یہ مسحور کن اور لذت بھری آواز میرے کانوں میں رچ بس گئی۔ پھر چند ماہ قبل مختلف چینل بدل رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیہ پر آپ کی پیاری آواز سنی تو میں نے فوراً پہچان لیا کہ وہ جو تسبیح کی مسحور کن آواز میں نے سنی تھی وہ یہی پیاری آواز تھی وہ آپ ہی کی تسبیح کی آواز تھی۔ پھر میں نے اسی چینل پر حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی اور یہ عین اس شخص کی تصویر تھی جسے میں نے اسی عرصے میں خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے دیکھا تھا اور اس نے عربی چوغہ پہنا ہوا تھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور اس دیکھنے کے انداز سے مجھے ایسے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں ہوا تھا لہٰذا یہ ایک اندازہ ہی تھا۔ اسکے کافی عرصہ کے بعد دیکھا تھا کہ میں ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوں لیکن ساتھ ہی دیکھتا ہوں کہ بکثرت لوگ ہمارے سے برعکس طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ لوگ ہماری طرح منظم نہ کھڑے تھے بلکہ ایسے تھے کہ گویا وہ کسی بازار میں ہیں اور کسی کو کسی سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا قبلہ بھی ہم سے مختلف تھا۔ میں ڈرا کہ کہیں میں اور میرے ساتھ والی جماعت ہدایت سے ہٹ تو نہیں گئے۔ لیکن پھر مجھے خواب کے ذریعے خدا تعالیٰ نے تسلی کرائی اور میں نے دیکھا کہ میری روح جسم کو چھوڑ کر بلند آسمانوں کی طرف چلی گئی ہے اور میں نے کلمہ طیبہ پڑھا اور آنکھوں سے شدت فرحت سے آنسو بہنے لگے۔ آج بیعت کی قبولیت کا خط وصول کر کے ان خوابوں کی تعبیر سمجھ آگئی۔ یہ پچھلے سال 2012ء کی بات ہے۔

ڈنمارک کے اخبار میں توہین آمیز کارٹون کی اشاعت کے تعلق میں جو مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت پر کئی خطبات دیئے تھے ان کے متعلق امیر صاحب بورکینا فاسو بیان کرتے ہیں کہ آپ کے خطبات ہم نے لوکل زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ اپنے ریڈیو اسٹیشن پر نشر کئے۔ ان خطبات کو سن کر ایک عیسائی شخص نے کہا کہ میں اگرچہ مذہباً عیسائی ہوں لیکن جس عمدہ انداز سے آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سننے کو ملا ہے اس سے میرا دل اسلام کے قریب ہوا ہے۔ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تصویر آج مجھے دکھائی گئی ہے اگر یہ واقعی سچ ہے تو خدا کی قسم اسلام جیسا مذہب دنیا میں کوئی نہیں۔ ان کے گرد بہت سے مسلمان بھی بیٹھے تھے۔ ان صاحب نے کہا کہ آج اگر میں عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہوتا ہوں تو سوائے احمدیت کے میں کہیں اور نہیں جاؤں گا کیونکہ جب بھی ان کا پروگرام سنا ہے دل ہمیشہ مطمئن ہوا ہے۔ جو مسلمان قریب بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ احمدیت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارتی ہے آپ کیسے ان کو سچا مان رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ جو کچھ آج میں نے سن لیا ہے اس نے میرے دل کو پھیرا ہے اس سے قبل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بھی سننا پسند نہیں کرتا تھا اور ہمیشہ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو Terrorist سمجھتا تھا اور آج اس پروگرام کے بعد مجھے حقیقی چہرہ دکھائی دیا ہے اور میرا دل بدل گیا ہے۔

پھر بورکینا فاسو کے امیر صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان نے یہاں بیعت کی ہے۔ جب ان سے پوچھا کہ آپ کی بیعت کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں ہمیشہ اس بات پر غور کرتا تھا کہ آخر کیوں سب مسلمان صرف احمدیوں کے خلاف ہیں۔ ایک روز میں ریڈیو احمدیہ پر خلیفۃ المسیح کا نیا خطبہ سن رہا تھا جس میں انہوں نے کارٹونوں کے مغربی پروپیگنڈا کا جواب دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کو اپنانے کی نصیحت فرمائی تھی۔ یہ سن کر میں نے سوچا کہ اس قدر حکمت اور دانائی کی نصیحتیں تو آج تک کسی مولوی نے ہمیں نہیں کیں۔ چنانچہ میں نے ریڈیو پر ہر ہفتے خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ سننا شروع کر دیا اور باقاعدگی سے سنتا رہا۔ ان خیالات نے میری کایا پلٹ دی اور میں نے بیعت کرلی۔ مجھے میرے سوالات کا جواب مل گیا کہ سب اس لئے احمدیوں کے مخالف ہیں کہ یہ اصل میں خدا تعالیٰ کی ہی جماعت ہے اور یہی سچوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔

پس کیا یہ کسی انسان کا کام ہے کہ یوں مجبور کر کے لوگوں کے دلوں کو احمدیت کی طرف مائل کرے، حقیقی اسلام کی طرف مائل کرے۔ یہ ثابت کرے کہ رحمۃ للعالمین کا فیض تمام زمانوں تک جاری ہے۔ آج نیک فطرتوں کی راہنمائی فرما کر اللہ تعالیٰ اپنے رب العالمین ہونے کا ثبوت دے رہا ہے، یہ ثابت کر رہا ہے کہ روحانی پرورش کے سامان بند نہیں ہوگئے۔ یا کیا یہ دلی خواہشات کسی جادو کا اثر ہے؟ یقیناً یہ رحمۃ للعالمین کے ساتھ رب العالمین کے وعدوں کا نتیجہ ہے کہ وہ سب طاقتوں کا مالک خدا تا قیامت انسانیت کو شیطان کے پنجے سے بچانے کیلئے راہنمائی فرماتا رہے گا۔ اس جماعت میں شامل کرتا رہے گا جو رحمۃ للعالمین کے حقیقی غلام کی جماعت ہے تا کہ دنیا کے سب پاک فطرت رحمۃ للعالمین کے رواں فیض سے بھی حصہ پاتے رہیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راہنمائی کے ساتھ جو وہ خود پاک فطرت لوگوں کی کر رہا ہے، ان لوگوں کی راہنمائی کر رہا ہے جن پر اسکی رحمت کی نظر ہے، ہماری بھی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اپنے عملوں سے اور اپنی تبلیغ سے رحمۃ للعالمین کے پیغام کو دنیا تک پہنچا کر اسے تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچائیں۔ اپنی سجدہ گاہوں کو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کیلئے اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کرتے رہیں۔ انسانیت کو تباہ ہونے سے بچانے کیلئے ایک تڑپ اپنے اندر پیدا کریں۔

پس اے غلامانِ مسیح محمدی! اے رحمۃ للعالمین کے عاشق صادق کے غلامو! اور اے رحمۃ للعالمین کی محبت کا دم بھرنے والو! اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ساتھ اپنی سوچوں کو ملاؤ، اپنے عملوں کو ملاؤ، اپنی دعاؤں کو ملاؤ اور دنیا میں جلد تر رحمۃ للعالمین کا جھنڈا لہرانے میں حصہ دار بن جاؤ۔

یہ تڑپ آج جرمنی میں رہنے والے احمدیوں کیلئے بھی ضروری ہے اور امریکہ میں رہنے والے احمدیوں کیلئے بھی ضروری ہے اور کبابیر کے رہنے والے احمدیوں کیلئے بھی ضروری ہے۔ رحمۃ للعالمین کی انسانیت پر رحمت کی تڑپ کا ادراک ہم نے عرب کو بھی کروانا ہے اور عجم کو بھی کروانا ہے۔ یورپ کو بھی کروانا ہے اور امریکہ کو بھی کروانا ہے اور دنیا کے ہر خطے کو کروانا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے جمعہ پر بھی ذکر کیا تھا امریکہ اور کبابیر کے بھی جلسے ہو رہے ہیں۔ ان کے افراد جماعت اس وقت اپنے ممالک میں اپنی جلسہ گاہوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے جلسوں کے ذکر اور پیغام کا بھی آج مجھے کہا ہے۔ تو اس کا فائدہ تبھی ہے جب محسن انسانیت اور رحمۃٌ للعالمین کا خوبصورت چہرہ اپنے ملک کے ہر فرد کو دکھانے کا عہد کریں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اپنے ملک کے چپے چپے میں پھیلانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اب دعا کرلیں۔ نعرے بعد میں لگائیں۔ پہلے دعا کرلیں۔ (آمین)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 1 رنومبر 2013ء)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ۞ قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ۞ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟ ۞ پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا؟ ۞ کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA, TIFFIN, MEALS, CHICKEN-BIRYANI, FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Halloween کی رسم جسے اب ایک Fun خیال کیا جاتا ہے، اس کی بنیاد شیطانی نظریات اور مشرکانہ عقائد پر ہے اور ایک چھپی ہوئی برائی ہے

Halloween کی رسم میں کسی احمدی کو شامل ہونے کی اجازت نہیں، چاہے بھوت، چڑیل بننا ہو یا پری بننا ہو، کیونکہ یہ رسم ایک غلط اور مشرکانہ عقیدہ پر مبنی ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 31)

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ ایک مربی صاحب نے Eyebrow Pluck کرنے کو ناجائز اور زنا کے برابر قرار دیا ہے۔ اس بارے میں نیز Body Wax کرنے کے بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 16/جنوری 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں:

جواب احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے حصول کی خاطر جسموں کو گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، سامنے کے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں اور بالوں میں پیوند لگانے اور لگوانے والیوں پر لعنت کی ہے جو خدا کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس)

اسلام کا ہر حکم اپنے اندر کوئی نہ کوئی حکمت رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض اسلامی احکامات کا ایک خاص پس منظر ہوتا ہے، اگر اس پس منظر سے ہٹ کر ان احکامات کو دیکھا جائے تو حکم کی شکل بدل جاتی ہے۔ آنحضور ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا میں اور خاص طور پر جزیرۂ عرب میں جہاں مختلف قسم کے شرک کا زہر ہر طرف پھیلا ہوا تھا وہاں مختلف قسم کی بے راہ رویوں نے بھی انسانیت کو اپنے پنجہ میں جکڑا ہوا تھا اور عورتیں اور مرد مختلف قسم کی مشرکانہ رسوم اور معاشرتی برائیوں میں مبتلا تھے۔

مذکورہ بالا امور کی ممانعت پر مبنی احادیث میں دو چیزوں کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ ایک یہ کہ ان کاموں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی مقصود ہو اور دوسرا صرف حسن کا حصول پیش نظر ہو۔

ان دونوں باتوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو پہلی بات یعنی خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی جہاں معاشرتی برائیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے وہاں مشرکانہ افعال کی بھی عکاسی کرتی ہے چنانچہ بالوں میں لمبی گوتیں لگا کر سر پر بالوں کی پگڑی بنا کر اسے بزرگی کی علامت سمجھنا، کسی پیر اور گورو کی نذر کے طور پر بالوں کی لٹیں بنانا یا بودی رکھ لینا، چار حصوں میں بال کر کے درمیان سے استرے سے منڈوا دینا اور اسے بچوں کیلئے باعث برکت سمجھنا۔ اسی طرح برکت کیلئے جسم، چہرہ اور بازو وغیرہ پر کسی دیوی، بت یا جانور کی شکل گندھوانا۔ یہ سب مشرکانہ طریق تھے اور ان کے پیچھے زمانہ جاہلیت میں مذہبی توہمات کارفرما تھے۔

دوسری بات یعنی حسن کے حصول کی خاطر ایسا کرنا، بعض اعتبار سے معاشرتی بے راہ روی اور فحاشی کو ظاہر کرتی ہے۔ جائز حدود میں رہتے ہوئے انسان کا اپنی خوبصورتی کیلئے کوئی جائز طریق اختیار کرنا منع نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اچھا لگتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، میری جوتی اچھی ہو، تو کیا یہ تکبر میں شامل ہے؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا یہ تکبر نہیں، تکبر تو حق کا انکار کرنے اور دوسروں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ یعنی اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ)

اسی طرح یہ امر بھی ثابت ہے کہ اُس زمانے میں بھی بچیوں کی جب شادی ہوتی تھی تو انہیں بھی اس زمانے کے طریق کے مطابق بناؤ سنگھار کر کے تیار کیا جاتا اور خوبصورت بنایا جاتا تھا۔

پس جس حسن کے حصول پر حضور ﷺ نے لعنت کا انذار فرمایا ہے، اس کا یقیناً کچھ اور مطلب ہے۔ چنانچہ جب ہم اس حوالے سے ان احادیث پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ ان باتوں کی ممانعت کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کیے۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس) اور پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت یہود میں فحاشی عام تھی اور اس وقت مدینہ میں خصوصاً یہود کے علاقے میں فحاشی کے کئی اڈے موجود تھے، جن میں ملوث خواتین، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر بناؤ سنگھار کیلئے اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتی تھیں، اس لیے رسول خدا ﷺ نے ان کاموں کی شناعت بیان فرما کر مومن عورتوں کو اس وقت اس سے منع فرما دیا۔

پس ان چیزوں کی ممانعت میں بظاہر یہ حکمت نظر آتی ہے کہ ان کے نتیجے میں اگر انسان کی جسمانی وضع قطع میں اس طرح کی مصنوعی تبدیلی واقع ہو جائے کہ مرد و عورت کی تمیز جو خدا تعالیٰ نے انسانوں میں پیدا کی ہے وہ ختم ہو جائے، یا اس قسم کے فعل سے شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے اس کی طرف میلان پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا ان امور کو اس لیے بجا لایا جائے کہ اپنی مخالف جنس کا ناجائز طور پر اپنی طرف میلان پیدا کیا جائے تو یہ سب افعال ناجائز اور قابل مواخذہ قرار پائیں گے۔

حضور ﷺ نے ان برائیوں کے اس پس منظر میں جہاں اُس وقت مومن عورتوں کو ان کاموں سے منع فرمایا وہاں تکلیف یا بیماری کی بنا پر جائز حد تک اس کا استثنا بھی فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّامِصَةِ وَالْوَاشِرَةِ وَالْوَاصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ إِلَّا مِنْ دَاءٍ (مسند احمد بن حنبل) یعنی میں نے حضور ﷺ کو عورتوں کو موچنے سے بال نوچنے، دانتوں کو باریک کرنے، مصنوعی بال لگوانے اور جسم کو گودنے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ ہاں کوئی بیماری ہو تو اس کی اجازت ہے۔

اسلام نے اعمال کا دارومدار نیتوں پر رکھا ہے۔ لہٰذا اس زمانے میں پردہ کے اسلامی حکم کی پابندی کے ساتھ اگر کوئی عورت جائز طریق پر اور جائز مقصد کی خاطر ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ان افعال کے نتیجے میں کسی برائی کی طرف میلان پیدا ہو یا کسی مشرکانہ رسم کا اظہار ہو یا اسلام کے کسی واضح حکم کی نافرمانی ہو، مثلاً اس زمانے میں بھی خواتین اپنی صفائی یا ویکسنگ وغیرہ کرواتے وقت اگر پردہ کا التزام نہ کریں اور دوسری خواتین کے سامنے ان کے ستر کی بے پردگی ہوتی ہو تو پھر یہ کام حضور ﷺ کے اسی انذار کے تحت ہی شمار ہوگا۔ اور اس کی اجازت نہیں ہے۔

پھر اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور فساد کو قتل سے بھی بڑا گناہ قرار دے کر فساد کو روکنے کا حکم دیا ہے۔ بعض ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ رشتے اس لیے ختم کر دیے گئے یا شادی کے بعد طلاقیں ہوئیں کہ مرد کو بعد میں پتا چلا کہ عورت کے چہرے پر بال ہیں۔ اگر چند بالوں کو صاف نہ کیا جائے یا کھنچوایا نہ جائے تو اس سے مزید گھروں کی بربادی ہوگی۔ ناپسندیدگیوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور آنحضور ﷺ کا اس حکم سے یہ مقصود بہر حال نہیں ہوسکتا کہ معاشرے میں ایسی صورت حال پیدا ہو کہ جس کے نتیجے میں گھروں میں فساد پھیلے۔ ایسے سخت الفاظ کہنے میں جو حکمت نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ باتیں چونکہ دیوی، دیوتاؤں وغیرہ کی خاطر اختیار کی جاتی تھیں یا ان کے نتیجے میں فحاشی کو عام کیا جاتا تھا، اس لیے آپ نے سخت ترین الفاظ میں اس سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اور اس طرح مشرکانہ رسوم و عادات اور فحاشی کی بیخ کنی فرمائی ہے۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اس کے خاوند نے جماعت سے اخراج کے بعد اسے طلاق دیے بغیر دوسرا نکاح کر لیا ہے، جبکہ قانوناً وہ دوسری شادی کا حق نہیں رکھتے اس لیے زنا کر رہے ہیں۔ اسلام کی رو سے مجھے اس نکاح کی کوئی اہمیت سمجھ نہیں آئی۔ اس لیے اس نکاح کو منسوخ کیا جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 16/جنوری 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب یہ بات ٹھیک ہے کہ اکثر مغربی ممالک میں ایک بیوی کے ہوتے ہوئے قانونی اعتبار سے دوسری شادی منع ہے لیکن اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جا کر جہاں دوسری شادی کی ممانعت نہیں باقاعدہ نکاح کے ذریعہ دوسری شادی کر بھی لیتا ہے تو ان مغربی ممالک میں اسکی اس دوسری بیوی کو کسی قسم کے قانونی حقوق نہیں ملتے لیکن شرعاً وہ اس کی بیوی ہی مانی جائے گی اور اسکے ساتھ اسکے جسمانی تعلقات زنا شمار نہیں ہوتے۔

آپ کے خاوند اگر اس عورت سے بغیر نکاح کے تعلقات رکھتے، جو کہ شرعاً حرام ہے لیکن ان مغربی ممالک کے قوانین میں اس کی گنجائش نکل آتی ہے تو کیا یہ بات آپ کو خوش کرتی؟

اسلام نے جس طرح مرد کیلئے اس کی ضرورت کے مطابق حقوق بیان کیے ہیں اسی طرح عورت کیلئے بھی اس نے مختلف حقوق قائم فرمائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی تعلیم کا یہ پہلو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہ مسئلہ اسلام میں شائع متعارف ہے کہ چار تک بیویاں کرنا جائز ہے۔ مگر جبر کسی پر نہیں اور ہر ایک مرد اور عورت کو اس مسئلہ کی بخوبی خبر ہے تو یہ ان عورتوں کا حق ہے کہ جب کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہیں تو اول شرط کرا لیں کہ ان کا خاوند کسی حالت میں دوسری بیوی نہیں کرے گا اور اگر نکاح سے پہلے ایسی شرط لکھی جائے تو بیشک ایسی بیوی کا خاوند اگر دوسری بیوی کرے تو جرم نقض عہد کا مرتکب ہوگا۔ لیکن اگر کوئی عورت ایسی شرط نہ لکھاوے اور حکم شرع پر راضی ہووے تو اس حالت میں دوسرے کا دخل دینا بیجا ہوگا اور اس جگہ یہ مثل صادق آئے گی کہ میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا نے تو تعدّد ازواج فرض واجب نہیں کیا ہے خدا کے حکم کی رو سے صرف جائز ہے پس اگر کوئی مرد اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس جائز حکم سے فائدہ اُٹھانا چاہے جو خدا کے جاری کردہ قانون کی رُو سے ہے اور اس کی پہلی بیوی اس پر راضی نہ ہو تو اس بیوی کیلئے یہ راہ کشادہ ہے کہ وہ طلاق لے لے اور اس غم سے نجات پاوے اور اگر دوسری عورت جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے اس نکاح پر راضی نہ ہو اس کیلئے بھی یہ سہل طریق ہے کہ ایسی درخواست کرنے والے کو انکاری جواب دے دے۔ کسی پر جبر تو نہیں لیکن اگر وہ دونوں عورتیں اس نکاح پر راضی ہو جاویں تو اس صورت میں کسی آریہ کو خواہ نخواہ دخل دینے اور اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟“

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 246)

سوال ایک سکول کی بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ اسلام میں عورت کو اپنے آپ کو ڈھانپنے کا حکم ہے لیکن ہم سکارف وغیرہ لے کر سر پر پردہ کیوں کرتے ہیں؟ لڑکیاں سکول میں لڑکوں سے دوستی کیوں نہیں کر سکتیں؟ اور کیا میں Halloween میں پری بن سکتی ہوں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 26/جنوری 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب اسلام نے پردے کے بارے میں عورت اور مرد دونوں کو نہایت حکیمانہ تعلیم سے نوازا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ مومن مرد اور عورتیں دونوں اپنی نظریں نیچی رکھیں یعنی اپنی آنکھوں کو نامحرموں کو دیکھنے سے بچائیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردے میں رکھیں۔ اسکے بعد مومن عورتوں کو مزید تاکید فرمائی کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں اور اپنے پاؤں بھی اس طرح زمین پر نہ مارا کریں کہ جس سے ان کی زینت ظاہر ہو۔

اس مختصر لیکن نہایت جامع تعلیم میں پردے کے بارے میں ہر قسم کی تفصیل بیان فرما دی گئی ہے کہ ایک مومن عورت اپنی آنکھ، کان اور ستر کی جگہوں کی حفاظت کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھے کہ اس کا لباس نہ اتنا تنگ ہو کہ اس سے اسکے جسم کے اعضاء کی نمائش ہو اور نہ ہی اتنا ڈھیلا اور کھلا ہو کہ سینہ اور دوسری ستر کی جگہوں کی

بے پردگی ہو رہی ہو۔

پاؤں زمین پر نہ مارنے کے حکم میں یہ بات سمجھا دی کہ ایک مومن عورت اس طرح کی اچھل کود سے بھی اجتناب کرے جس سے اسکی جسمانی ساخت کے اتار چڑھاؤ کا اظہار ہو۔ یا یہ کہ اگر پاؤں میں کوئی زیور (پازیب وغیرہ) پہنا ہوا ہے تو اس کی چھنکار سے لوگوں کی توجہ اس کی طرف ہو اور غیروں کی نظریں اس پر اٹھیں۔ یا اگر پاؤں پر مہندی یا نیل پالش وغیرہ لگا کر ان کا سنگھار کیا گیا ہے تو اس کی وجہ سے غیر مردوں کی نظریں اس پر اٹھیں۔ یہ سب باتیں پردے کے احکامات کے منافی ہیں۔

پس اسلام نے عورت کیلئے صرف سر پر سکارف لینا ہی کافی قرار نہیں دیا بلکہ یہ امور بیان کر کے پردے سے متعلقہ تمام لوازمات کو بھی خوب کھول کر بیان کر دیا کہ عورت نے کس طرح اپنے پردے کا خیال رکھنا ہے اور کس طرح خود کو ڈھانپنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پردے سے متعلقہ ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقع پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کیلئے عمدہ طریق ہے۔ ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 341 تا 342)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں: ’’قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غض بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے......

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کیلئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے، وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 405، مطبوعہ 2016ء)

جہاں تک لڑکیوں اور لڑکوں کی دوستی کی بات ہے تو اس میں بھی بنیادی حکمت عورت کی عفت کی حفاظت ہی ہے۔ انسان کے اپنی مخالف جنس کے ساتھ میل جول سے کئی قسم کی برائیاں پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے اس پہلو سے بھی محرم اور غیر محرم رشتوں کا امتیاز قائم کر کے مرد و عورت کے تعلقات کی حدود بیان فرما دیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں اپنے متبعین کو بڑی واضح تعلیم سے نوازا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے تنہائی میں نہ ملے کیونکہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الفتن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’بسا اوقات سننے دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بد نتائج کو روکنے کیلئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 34-35، ایڈیشن 1984ء)

Halloween کی رسم جسے اب ایک Fun خیال کیا جاتا ہے، اس کی بنیاد شیطانی نظریات اور مشرکانہ عقائد پر ہے اور ایک چھپی ہوئی برائی ہے۔ ایک سچے مسلمان اور خصوصاً ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر وہ کام جس کی بنیاد شرک پر ہو اگرچہ وہ Fun کے طور پر ہی ہو اسے اس سے بچنا چاہیے، کیونکہ اس قسم کی رسومات انسان کو مذہب سے دور لے جاتی ہیں۔ پھر اس تہوار کے موقع پر تفریح کے نام پر بچے لوگوں کے گھروں میں فقیروں کی طرح جو مانگتے پھرتے ہیں وہ بھی ایک احمدی بچہ کے وقار کے خلاف ہے۔ ایک احمدی کا اپنا ایک وقار ہوتا ہے اور اس وقار کو ہمیں بچپن سے ہی بچوں کے ذہنوں میں قائم کرنا چاہیے۔ ان باتوں کے علاوہ بھی اس رسم کے اور بہت سے معاشرتی بداثرات نئی نسل پر ہو رہے ہیں۔

پس Halloween کی رسم میں کسی احمدی کو شامل ہونے کی اجازت نہیں، چاہے بھوت، چڑیل بننا ہو یا پری بننا ہو، کیونکہ یہ رسم ایک غلط اور مشرکانہ عقیدہ پر مبنی ہے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 8/اپریل 2021)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15/جنوری 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم ارشاد احمد صاحب مرحوم (آف دارالعلوم جنوبی حلقہ بشیر ربوہ، حال جماعت وانڈز ورتھ، یو.کے)

10/جنوری 2022ء کو 79 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آغوش میں پرورش پائی۔ مرحومہ نے ربوہ میں تقریباً 30 سال تک اپنے محلہ میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں 300 بچیوں کو قرآن کریم ترجمہ و تلفظ کے ساتھ پڑھانے کا بھی موقع ملا۔ مرحومہ بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ کو اپنے دور صدارت میں ربوہ کے گرد و نواح کے دیہات میں بہت مستعدی سے دعوت الی اللہ کرنے کی بھی توفیق ملتی رہی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ مرحومہ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب (ایڈیشنل وکیل المال اسلام آباد۔ یوکے) اور مکرم مبشر احمد ظفر صاحب (واقف زندگی ٹیلی فون ایکسچینج مسجد فضل لندن) کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ صادقہ ثریا بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم چودھری محمد صادق صاحب مرحوم
(واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ وکالت تبشیر ربوہ)

یکم جنوری 2022ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ددھیال اور ننھیال کی طرف سے صحابہ کی نسل میں سے تھیں اور ایک دیندار جماعتی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ خدمت دین کے ساتھ خدمت خلق آپ کا نمایاں پہلو تھا۔ بہت سے لوگوں کی باقاعدگی سے مالی معاونت کرتیں اور تحفہ جات پہنچایا کرتی تھیں۔ رمضان میں خاص اہتمام ہوتا تھا۔ ملازموں کے ساتھ غیر معمولی حسن سلوک کرتی تھیں۔ انتہائی مشکل حالات میں واقف زندگی شوہر کے ساتھ وقف نبھایا۔ باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کے علاوہ آپ جماعتی اخبارات و رسائل و کتب سیرت کا بالخصوص شوق سے مطالعہ کیا کرتی تھیں۔ کثیر العیال ہونے کے باوجود قناعت، مہمان نوازی، انفاق کے اوصاف سے متصف تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی بروقت آغاز میں ہی کر دیا کرتی تھیں اور پھر غریبوں کی امداد کا وسیع سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/9 حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم محمد محمود طاہر صاحب (سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ) کی والدہ اور مکرم طارق محمود ظفر صاحب (امیر و مبلغ انچارج، کینیا) کی خوشدامن تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے (کمانڈر) ناصر احمد صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اسلام آباد (یوکے) کے شعبہ ڈسپیچ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم سید مقبول جاہ صاحب (کراچی)

11/جولائی 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور پندرہ بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ زیب النساء صاحبہ
اہلیہ مکرم مبارک احمد ملک صاحب مرحوم
(سابق صدر جماعت بھیرہ، حال اسلام آباد، پاکستان)

25/دسمبر 2021ء کو 97 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے لمبا عرصہ بھیرہ میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم عثمان احمد صاحب (پاکستان)

گزشتہ سال 18 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم خوش اخلاق، ملنسار، ہمدرد، مخلص اور ایک باوفا نوجوان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
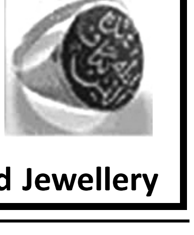

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؐ گواہ رہیں کہ میں آپؐ کا پہلا مصدق ہوں، آپؓ کا ایسا کہنا محض قول ہی قول نہ تھا بلکہ آپؓ نے اپنے افعال سے اسے ثابت کر دکھایا اور مرتے دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10/دسمبر 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال وہ کون تھے جنہوں نے اسلام کے بارے میں سنا اور کوئی شک نہیں کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ٹھوکر کھائی اور تردّد کیا اور انتظار کرتا رہا سوائے ابوبکر کے۔ میں نے جب ان سے اسلام کا ذکر کیا تو نہ وہ اس سے پیچھے ہٹے اور نہ انہوں نے اس کے بارے میں تردد کیا۔

سوال آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر کا ایمان لانے کے متعلق کیا نمونہ بیان فرمایا؟

جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم نے کہا تُو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا سچا ہے۔ اور انہوں نے اپنی جان و مال سے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

سوال حضرت ابوبکر کے قبول اسلام کا واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے کن الفاظ میں بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ جب آپؓ مکہ تشریف لائے اور آپؓ کو اس بارے میں پتا چلا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچ کر آپ کے دروازے پر دستک دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں آپ سے صرف ایک بات پوچھنے آیا ہوں، کیا آپ نے یہ کہا ہے کہ خدا کے فرشتے مجھ پر نازل ہوتے ہیں اور مجھ سے باتیں کرتے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کو ٹھوکر لگ جائے تشریح کرنی چاہی مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپؐ تشریح نہ کریں اور مجھے صرف اتنا بتائیں کہ کیا آپؐ نے یہ بات کہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں۔ اور پھر انہوں نے کہا یارسول اللہؐ! میں نے دلائل بیان کرنے سے صرف اس لئے روکا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ میرا ایمان مشاہدے پر ہو۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کس دلیل کے تحت آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی دلیل سے مانا ہے اور پھر کبھی ان کے دل میں آپؐ کے متعلق ایک لمحہ کیلئے بھی شبہ پیدا نہیں ہوا۔ اور وہ دلیل یہ تھی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن سے دیکھا اور وہ جانتے تھے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کبھی شرارت نہیں کی، کبھی گندی اور ناپاک بات آپ کے منہ سے نہیں نکلی، بس یہی وہ جانتے تھے۔ اس سے زیادہ نہ وہ کسی شریعت کے جاننے والے تھے کہ اسکے بتائے ہوئے معیار سے رسول کریم ﷺ کو سچا سمجھ لیا، نہ کسی قانون کے پیرو تھے۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ خدا کا رسول کیا ہوتا ہے اور اس کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں۔ وہ صرف یہ جانتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ کی صدیقیت کی کن الفاظ میں تعریف فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کیلئے آپؐ سے کوئی معجزہ کیوں نہیں مانگا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرماتے ہیں: معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو مدعی کے حالات سے ناواقف ہو اور جہاں غیریت ہو اور مزید تسلی کی ضرورت ہو لیکن جس شخص کو حالات سے پوری واقفیت ہو تو اسے معجزے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ راستہ میں ہی آنحضرت ﷺ کا دعویٰ نبوت سن کر ایمان لے آئے۔ پھر جب مکے میں پہنچے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؐ گواہ رہیں کہ میں آپؐ کا پہلا مصدق ہوں۔ آپؓ کا ایسا کہنا محض قول ہی قول نہ تھا بلکہ آپؓ نے اپنے افعال سے اسے ثابت کر دکھایا اور مرتے دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔

سوال ایمان لانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کن حالات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرماتے ہیں: جو لنگوٹیا یار ہوتا ہے اس کیلئے تو سابقہ حالات ہی معجزہ ہوتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا ہوا۔ طرح طرح کے مصائب اور سخت درجے کے دکھ اٹھانے پڑے لیکن دیکھو اگر سب سے زیادہ انہیں کو دکھ دیا گیا تھا اور وہی سب سے بڑھ کر ستائے گئے تھے تو سب سے پہلے تخت نبوت پر وہی بٹھائے گئے تھے۔ کہاں وہ تجارت کہ تمام دن دھکے کھاتے پھرتے تھے اور کہاں یہ درجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے اول خلیفہ انہیں کو مقرر کیا گیا۔

سوال ایمان لانے کے لحاظ سے آدمیوں کی کون سی دو قسمیں ہوتی ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرماتے ہیں: آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ سعید الفطرت ہوتے ہیں جو پہلے ہی مان لیتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی دور اندیش اور باریک بین ہوتے ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ایک بیوقوف ہوتے ہیں جب سر پر آپڑتی ہیں تب کچھ چونکتے ہیں۔

سوال آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا کون تھا؟

جواب مؤرخین کے نزدیک اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف کا حل اس طرح فرمایا، آپؓ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے مشن کی تبلیغ شروع کی تو سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ تھیں جنہوں نے ایک لمحے کیلئے بھی تردّد نہیں کیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے۔ بعض حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہؓ کا نام لیتے ہیں۔ بعض حضرت علیؓ کا یا زید بن حارثہؓ کا لیکن آپؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ جھگڑا فضول ہے۔ حضرت علیؓ اور زید بن حارثہؓ آنحضرت ﷺ کے گھر کے آدمی تھے اور آپؐ کے بچوں کی طرح آپؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا تھا اور ان کا ایمان لانا تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کو وہ بچوں کی حیثیت سے مانتے تھے اور ہوسکتا ہے کہ اس وقت یہ بات بھی انہوں نے اس طرح ہی مانی ہو۔ پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ ان دونوں بچوں کو نکال دو تو حضرت ابوبکرؓ مسلمہ طور پر مقدم اور سابق بالایمان تھے۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے کن الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے؟

جواب آپؓ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ اپنی شرافت اور قابلیت کی وجہ سے قریش میں بہت مکرّم و معزز تھے اور اسلام میں تو اُن کو وہ رتبہ حاصل ہوا جو کسی اَور صحابی کو حاصل نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک لمحے کیلئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ میں شک نہیں کیا بلکہ سنتے ہی قبول کیا اور پھر انہوں نے اپنی ساری توجہ اور اپنی جان اور مال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی خدمت میں وقف کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں ابوبکرؓ کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اور آپؐ کی وفات کے بعد وہ آپؐ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت کے زمانے میں بھی انہوں نے بے نظیر قابلیت کا ثبوت دیا۔

سوال سپرنگر نے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کیا رائے قائم کی؟

جواب حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یورپ کا مشہور مستشرق سپرنگر (Sprenger) لکھتا ہے کہ ابوبکر کا آغازِ اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہرگز نہیں تھے بلکہ صدقِ دل سے اپنے آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ سر ولیم میور کو بھی سپرنگر کی اس رائے سے اتفاق ہے۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دُور کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصائب میں سے ایک مصیبت اس کی کم کر دے گا اور جو کسی مسلمان کی ستاری کرتا ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُس کی ستاری فرمائے گا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19/نومبر 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال مل جل کر رہنے کے متعلق اسلام کی کیا تعلیم ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسلام نے ہمیں آپس میں گھل مل کر رہنے اور ایک دوسرے کے ساتھ معاشرے میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرو، آپس میں محبت اور پیار سے رہو، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو اور انسان سے کیونکہ غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں، اس لئے اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے ہمسایوں یا اپنے ماحول کے لوگوں کیلئے ان کی غلطیاں تلاش کرنے کیلئے ہر وقت ٹوہ میں نہ لگے رہو۔

سوال اگر کسی کی کوئی بُرائی علم میں آجائے تو ایک احمدی کا کیا فرض ہونا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ کسی کے عیب اور غلطیاں تلاش کرنا تو دُور کی بات ہے اگر کوئی کسی کی غلطی غیر ارادی طور پر بھی علم میں آجائے تو اس کی ستّاری کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ ہر ایک کی ایک عزت نفس ہوتی ہے۔ اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ بُرائی کے اظہار سے ایک تو اس کیلئے بدنامی کا باعث بن رہے ہوں گے دوسرے یہ کہ جب آہستہ آہستہ برائیوں کا ذکر ہونا شروع ہوجائے تو اس برائی کا احساس مٹ جاتا ہے۔ جو باتیں معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہوں یا بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہوسکتی ہوں، ان کی تشہیر نہیں کرنی، ان کو پھیلانا نہیں ہے۔

سوال اگر نیک نیتی کے ساتھ کوئی اصلاح کرنا چاہے تو اُسے کس حد تک اجازت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دعا کرو اور اُن برائیوں سے ایک طرف ہوجاؤ اور اگر کسی سے ہمدردی ہے تو دعا اور ذاتی طور پر سمجھا کر اس برائی کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہی سب سے بڑا علاج ہے۔ سوائے اسکے کہ ایسی صورت ہو کہ جس میں جماعتی خبر ہو یا جماعت کے خلاف کوئی بات سنیں تو پھر متعلقہ عہدیداروں کو، یا مجھ تک یہ بات پہنچائی جاسکتی ہے۔

سوال اسلام کا خدا کیسا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم، کریم، حلیم، توّاب اور غفّار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور اس کے

گناہ بخش دیتا ہے۔لیکن دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آ جاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کیسا کریم ہے کہ انسان ہزاروں عیب کرکے بھی رجوع کرتا ہے تو بخش دیتا ہے۔

سوال قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے بندوں کی پردہ پوشی فرمائے گا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے راز اور سرگوشی کے انداز میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے ربّ کے قریب ہوگا یہاں تک کہ وہ اپنا سایۂ رحمت اُس پر ڈالیگا، پھر فرمائیگا تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا! وہ کہے گا ہاں میرے ربّ! پھر کہے گا فلاں فلاں کام بھی کیا تھا؟ وہ اقرار کریگا۔اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اس دنیا میں تیری کمزوریوں کی پردہ پوشی کی آج قیامت کے دن بھی پردہ پوشی کرتا ہوں اور انہیں معاف کرتا ہوں۔

سوال ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے یکا وتنہا چھوڑتا ہے۔جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرتا جاتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصائب میں سے ایک مصیبت کم کر دے گا اور جو کسی مسلمان کی ستاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا۔

سوال پردہ پوشی کرنیوالے اور پردہ دری کرنیوالے کیساتھ اللہ کیسا سلوک کریگا؟

جواب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے کسی عیب کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکے عیب کو ڈھانپ دیگا اور ستاری فرمائے گا اور جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ دری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکے عیب اور ننگ کو اس طرح ظاہر کرے گا کہ اسکے گھر میں اس کو رسوا کردے گا۔

سوال بُرائی کی اشاعت اور اسکے اظہار کا کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک برائی کو ظاہر کرنے سے اسکی اہمیت نہیں رہتی۔مثلاً یہی دیکھ لیں کہ آجکل جو فلمیں اور ڈرامے ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں اور جب سے ایسے ڈرامے آنے لگے ہیں جس میں قتل وغارت ہو، اغوا ہو، نشہ اور ڈرگز کی باتیں ہو رہی ہوں اُسوقت سے یہ برائیاں زیادہ پھیل گئی ہیں۔اور ٹی وی وغیرہ نے، میڈیا نے اسکو پھیلانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔اپنی طرف سے اصلاحی ڈرامے بناتے ہیں کہ آخر میں نتیجہ نکالیں گے کہ دیکھو مجرم پکڑے گئے۔اصلاح تو شاید کم ہی ہوتی ہے لیکن برائی ضرور پھیل جاتی ہے۔بچوں کے خیالات ٹی وی ڈرامے دیکھ دیکھ کے ہی بگڑتے ہیں۔

سوال خیر وعافیت سے رہنے کیلئے آنحضرت ﷺ نے ہمیں کیا دُعا سکھائی ہے؟

جواب آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے: اَے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں۔مولیٰ میں تجھ سے دین و دنیا، مال اور گھر بار میں عفو اور عافیت کا خواستگار ہوں۔اے اللہ! میری کمزوریاں ڈھانپ دے اور مجھے میرے خوفوں سے امن دے۔اے اللہ! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے خود میری حفاظت فرما۔اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نیچے سے کسی مخفی مصیبت کا شکار ہوں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام عہد دوستی کا کس قدر پاس رکھتے تھے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کرسکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کردے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو تو ہم بلاخوف لومۃ لائم اُسے اٹھا کر لے آئیں گے۔فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہیں کردینا چاہئے اور دوستوں کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہئے۔

سوال معاشرے میں نیکی اور اچھائی پھیلانے کیلئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا اس کیلئے خوبیاں بیان کرنی چاہئیں۔فرمایا: خوبیاں بیان کرنے سے نیکیاں پھیلتی ہیں۔کسی نے مالی قربانی کی، کسی نے اور کسی قسم کی قربانی کی، ان قربانیوں کا جب ذکر کیا جاتا ہے تو دوسروں میں بھی جوش پیدا ہوتا ہے۔لیکن اگر برائیاں ہی معاشرے میں ذکر کی جاتی رہیں تو پھر برائیاں ہی پھیلتی ہیں۔

سوال اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی کی بدی یا نقص دیکھتے ہیں، جب تک اس کی اچھی طرح سے تشہیر نہ کرلیں ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔فرمایا حدیث میں آیا ہے کہ جو اپنے بھائی کے عیب چھپاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے انسان کو چاہئے کہ شوخ نہ ہو، بے حیائی نہ کرے، مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے، محبت اور نیکی سے پیش آوے۔قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے۔قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے۔ایک ان میں سے حقائق اور معارف بیان کیا کرتا تھا تو دوسرا اجلا بھنا کرتا تھا۔آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تم غیبت کرکے دوزخ میں جارہے ہو۔فرمایا: غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستّاری اور مرحمہ آپس میں نہ ہو۔

سوال کسی کا عیب دیکھ کر کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کیلئے دعا کریں۔لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اسکو بیان کرکے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہوسکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 2

(11)روزہ کا گیارھواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور اسکے دل پر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے جو اسکی ترقی کا موجب بنتا ہے۔چنانچہ قرآن کریم میں بھی اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ کہ تم اس کے ذریعہ سے متقی اور پرہیزگار بن سکتے ہو۔اس طرح اسکے غضب اور عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہو۔

(12)روزہ کا بارھواں فائدہ یہ ہے کہ انسان اسکے ذریعہ سے مصائب اور تکالیف اور دکھوں سے بچ جاتا ہے۔روزہ ان چیزوں کا علاج ہے کیونکہ تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں۔اللہ تعالیٰ روزہ کی برکت سے انسان کے دکھ وغیرہ دُور کردیتا ہے جیسا کہ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ کے الفاظ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تم روزہ کے ذریعہ سے مصائب سے بچ سکتے ہو۔

(13)روزہ کے ذریعہ سے انسان کے شہوانی قویٰ میں کمی پیدا ہوجاتی ہے اور اس طرح قوائے شہوانیہ نفسانیہ میں جو شیطان کی طرف سے تحریکیں پیدا ہوتی ہیں کم ہو جاتی ہیں۔چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ میں شیطان زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔شیاطین کے زنجیروں میں جکڑے جانے کا یہی مطلب ہے کہ اُس وقت شیطانی تحریکوں میں بہت حد تک کمی واقع ہوجاتی ہے۔

(14)روزہ کا چودھواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے جسم کا تنقیہ بھی ہوتا ہے۔کئی قسم کی بیماریاں جن کا معدہ سے تعلق ہوتا ہے روزہ کے ذریعہ سے دُور ہوجاتی ہیں۔نیز یہ جراثیم کے جلانے کا کام دیتا ہے۔آلات ہضم اسکے ذریعہ سے مضبوط ہوجاتے ہیں اور معدہ کی بیماریاں دب جاتی ہیں اور نئے مواد فاسدہ پیدا نہیں ہوتے۔

(15)روزہ کا پندرھواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ظاہری کاروبار کم ہوکر انسان کا بہت حد تک بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے اور اس طرح سے اسے جو غیر معمولی کوفت ہوتی ہے دُور ہوکر دنیوی دھندوں سے ایک حد تک آرام حاصل ہوجاتا ہے ورنہ ہر شخص بعض اوقات اپنے کاروبار کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتا اور نہ دین کے کاموں کی طرف قابل ہوکر توجہ کرتا ہے۔

(16)روزہ کا سولہواں فائدہ یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں روزہ کی مدد سے انسان تراویح کی عبادت میں شامل ہوکر سارا قرآن کریم سننے کے قابل ہوجاتا ہے اور جو لوگ قرآن کریم خود پڑھ سکتے ہیں وہ پہلے سے بہت زیادہ تلاوت کرلیتے ہیں اور اس طرح روحانیت میں اسے زیادہ سے زیادہ دلچسپی پیدا ہوجاتی ہے۔اگر وہ ترجمہ جانتے ہیں تو تھوڑے سے وقت میں وہ قرآن کے مسائل پر عبور کرلیتے ہیں۔

(17)روزہ کا سترہواں فائدہ یہ ہے کہ انسان اسکے ذریعہ سے حرص وبخل سے بچ جاتا ہے کیونکہ اسے روزہ کی وجہ سے زیادہ سخاوت کا موقعہ ملتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں تیز آندھی سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔روزوں کے دنوں میں بعض نئی قسم کے اخراجات دوستوں اور بعض دوسرے لوگوں کیلئے کرنے ہوتے ہیں۔مثلاً انسان دوستوں کا روزہ کھلواتا ہے یا بعض دفعہ فدیہ دینے کی ضرورت پیش آجاتی ہے اور اس طرح اسے لازماً خرچ کرنا پڑتا ہے۔

(18)روزہ کا اٹھارھواں فائدہ یہ ہے کہ فرض روزوں کے بعد خاص طور پر غریبوں کی امداد کیلئے اسے فطرانہ کی صورت میں قومی فنڈ اکٹھا کرنے کا موقع مہیا کیا گیا ہے جو ان کو عید کی خوشی میں شامل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس کی مثال دنیا کے کسی اور مذہب یا قوم میں نہیں ملتی۔

(19)روزہ کا انیسواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان اپنی بدعادات کو ترک کرنے پر قادر ہوجاتا ہے جن کے چھوڑنے پر وہ دوسرے اوقات میں قادر نہیں ہو سکتا ہے۔مثلاً سگریٹ نسوار یا حقہ کی عادت ہے۔اگر وہ سارا دن حقہ سے پرہیز کریگا تو ہوتے ہوتے وہ اس کے چھوڑنے پر بھی قادر ہوجائیگا۔

(20)روزہ کا بیسواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے اخلاق درست ہوتے ہیں اور انسان اس کے ذریعہ سے لغو باتوں اور حرکتوں سے پرہیز کرسکتا ہے کیونکہ جو شخص روزہ میں ان باتوں سے پرہیز نہیں کریگا تو اس کا روزہ صحیح معنوں میں روزہ کہلانے کا مستحق نہ ہوگا اس لئے لازماً اسے ان باتوں سے الگ رہنا پڑیگا۔اس طرح اس کے اندر متانت اور سنجیدگی پیدا ہوجائیگی جو وقار کیلئے ضروری ہے۔

(21)روزہ کا اکیسواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے اندر استقلال، استقامت اور مداومت کا مادہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ جو شخص ایک ماہ تک کسی بات پر قائم رہتا ہے اور اسکا عادی ہوجاتا ہے اسکے متعلق توقع ہوتی ہے کہ وہ آئندہ بھی اس بات پر قائم رہیگا اور اسے چھوڑیگا نہیں۔

(22)روزہ کا بائیسواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے اندر سے تکبر دُور ہوتا ہے اور اسکے مقابلہ میں اسکے اندر انکسار کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور وہ دوسروں کی تحقیر سے مجتنب رہتا ہے۔

(23)روزہ کا سب سے بڑھ کر جو فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کے روزہ کا بدلہ مَیں خود ہوں اور مذکورہ آیت میں فرماتا ہے کہ مَیں روزہ داروں کے ساتھ ہوتا ہوں کیونکہ انسان دراصل سب کچھ اسکی خاطر چھوڑ کر اسکے رنگ میں رنگین ہوجاتا ہے۔

(24)روزہ کا چوبیسواں فائدہ یہ ہے کہ نماز کی طرح اس میں خاص طور پر وقت کی پابندی کرائی جاتی ہے جس سے انسان کا ضبط اور انتظام مضبوط ہوجاتا ہے اور اس کا تنظیم اور دوسرے کاموں پر اچھا اثر پڑتا ہے اور اس سے پابندی کی عادت پڑتی ہے جو ہر کام میں کامیابی کیلئے نہایت ضروری ہے کوئی انتظام اس پابندی کے بغیر چل نہیں سکتا۔

(25)روزہ کا پچیسواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے اندر انتہائی اطاعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور وہ نافرمانی اور عدم اطاعت سے بہت دور ہوجاتا ہے کیونکہ نماز کی طرح اس میں بھی کئی ایک باتوں سے اجتناب اور کئی ایک باتوں کے اختیار کرنے کا حکم ہے۔جس قدر اطاعت نماز اور پھر روزہ کے ذریعہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے کسی دوسری بات سے نہیں ہوسکتی۔

غرضیکہ روزہ بہت سے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہے۔وہ جہاد اور اشاعت خیر کا موجب ہے جو قومی برتری کا باعث ہیں۔پھر روزہ انسان کے اندر سے بُری باتیں دور کرتا اور اچھی باتیں پیدا کرتا ہے۔غضب، شہوت، غصہ اور بخل وحرص سے روکتا ہے اور انسان کے اندر حلم، عفو، متانت اور نیکی کی طرف رغبت پیدا کرکے بدی سے نفرت پیدا کرتا ہے۔اسکے اندر زہد، قناعت اور رواداری اور عفت پیدا کرکے اس کو مزکی انسان بناتا ہے۔صوفیاء نے قلت طعام، قلت منام اور قلت کلام وغیرہ کو روحانیت اور تصوّف کی جان قرار دیا ہے اور روزہ میں یہ سب باتیں بیک وقت موجود ہوتی ہیں اور اس طرح روزہ انسان کی روحانی ترقی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

(ماخوذ از اخبار بدر 28/مئی 1952ء)

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10566: مَیں عزیزہ بیگم زوجہ مکرم شیخ رشید صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی، ساکن محمود آباد ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/ فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 5 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 5 تولہ، حق مہر/8000 وپئے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: خضر حیات　　الامۃ: عزیزہ بیگم　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10567: مَیں نصرت جہاں بیگم زوجہ مکرم منور احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی، ساکن دار الفضل ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/دسمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/55,500 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: میر عبدالحفیظ　　الامۃ: نصرت جہاں بیگم　　گواہ: امیر الدین خان

مسل نمبر 10568: مَیں مجیدہ بی بی زوجہ مکرم علاؤالدین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 56 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دار الفضل ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 4 گرام 22 کیریٹ، حق مہر -/3500 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: صداقت احمد خان　　الامۃ: مجیدہ بی بی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10569: مَیں منور احمد خان ولد مکرم مبشر احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 52 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دار البرکات ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/ جنوری 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/70,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امیر الدین خان　　العبد: منور احمد خان　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10570: مَیں منصورہ بیگم زوجہ مکرم محمد معراج علی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن دار السلام ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14/ فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 30 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 8 تولہ، حق مہر -/50,100 روپئے وصول شدہ، رہائشی زمین 3 گونٹھ (ایک بہن کے ساتھ مشترکہ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد معراج علی　　الامۃ: منصورہ بیگم　　گواہ: نصیر خان

مسل نمبر 10571: مَیں میر عبد الباسط ولد مکرم مولوی میر عبد الحفیظ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن دار الانوار ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18/فروری 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: میر عبدالحفیظ　　العبد: میر عبدالباسط　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10572: مَیں ایم. ایس. وسیم احمد ولد مکرم محمد سالح صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 53 سال پیدائشی احمدی، ساکن Velachary ضلع چینئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/ فروری 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رفیق احمد　　العبد: ایم. ایس. وسیم احمد　　گواہ: محمد شہاب الدین

مسل نمبر 10573: مَیں عطیۃ الحئی. ایم زوجہ مکرم محمود احمد ندیم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ مسرور (کوٹھی دار السلام) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/اپریل 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 2 تولہ 20 کیریٹ، حق مہر -/60,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمود احمد ندیم　　الامۃ: عطیۃ الحئی　　گواہ: رضوان احمد

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں ہومیو پیتھک ڈسپنسری اور ٹک شاپ کا افتتاح فرمایا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم اپریل 2022ء بروز جمۃ المبارک بعد نماز عصر اسلام، ٹلفورڈ میں ہومیو پیتھک ڈسپنسری اور ٹک شاپ (Tuck Shop) کا دعا کے ساتھ افتتاح فرمایا۔ اسلام آباد کے مرد، خواتین اور بچے حضور انور کے دیدار کیلئے اس موقع پر موجود تھے۔ حضور انور 6 بجکر 4 منٹ پر اپنے دفتر سے باہر تشریف لائے اور 6 بجکر 6 منٹ پر ہومیو پیتھک ڈسپنسری میں رونق افروز ہوئے۔ اس موقع پر ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی صاحب (انچارج شعبہ ہومیو پیتھک، یو.کے) مع اہلیہ، ڈاکٹر ظفر بشیر صاحب مع اہلیہ و دیگر ممبران ٹیم ہومیو پیتھک نے حضور انور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔

حضور انور نے ڈسپنسری کا معائنہ فرمایا اور وہاں موجود احباب سے تعارف حاصل کیا۔ ڈسپنسری کے انتظام کا جائزہ لینے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ حضورِ انور نے پوچھا کہ مردوں اور خواتین کیلئے الگ الگ کھڑکیاں ہیں؟ اس پر انچارج صاحب ہومیو پیتھک نے اثبات میں جواب دیا۔ دعا کے بعد حضور نے موقع کی مناسبت سے تیار کی گئی شیرینی کو متبرک فرمایا۔

6 بجکر 9 منٹ پر حضور انور ڈسپنسری سے باہر تشریف لائے اور ٹک شاپ کی طرف تشریف لے گئے۔ عبدالقدوس عارف صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے) و بعض دیگر ممبران نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ یوکے اپنے پیارے امام کے استقبال کیلئے یہاں موجود تھے۔ حضور انور نے ٹک شاپ میں موجود coffee مشین وغیرہ کا معائنہ فرمایا اور انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ whole sale سے اشیا کی خریداری کریں تاکہ مناسب قیمت پر مہیا کی جا سکیں۔ ٹک شاپ کے کھلنے کے اوقات کے حوالے سے حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اسلام آباد کے رہائشیوں سے سروے کر کے ان کا تعین کیا جائے۔ حضورِ انور جب ٹک شاپ سے باہر تشریف لائے تو اس موقع پر موجود محترم امیر صاحب جرمنی نے حضورِ انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور کے ارشاد پر اسلام آباد میں پہلی پبلک coffee مشین رکھی گئی ہے۔ حضورِ انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے اس کی coffee پی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ابھی تک نہیں۔ بعد ازاں حضور انور نے بچوں میں چاکلیٹس تقسیم فرمائیں۔

بعد ازاں 6 بجکر 26 منٹ پر حضور انور واپس اپنے دفتر میں تشریف لے گئے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 8/اپریل 2022ء)

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 21 - April - 2022 Issue. 16

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوست زمین ہوجاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہوجاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 / اپریل 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جیسا کہ اس سے قبل خطبہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغیوں اور مرتدوں کو سزا اُن کے ارتداد کی وجہ سے نہیں دی تھی بلکہ بغاوت اور جنگ کی وجہ سے ان کو جواب دیا گیا تھا۔ اس بارے میں زمانے کے حکم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں اس ارتداد کو سرکشی اور بغاوت سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہ حضرت ابوبکر کی جرأت اور دلیری کتنی تھی آپؑ فرماتے ہیں:

اہل تحقیق سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ آپ کی خلافت کا وقت خوف اور مصائب کا وقت تھا چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اسلام اور مسلمانوں پر مصائب ٹوٹ پڑے۔ بہت سے منافق مرتد ہو گئے اور مرتدوں کی زبانیں دراز ہوگئیں اور افترا پردازوں کے ایک گروہ نے دعویٰ نبوت کر دیا اور اکثر بادیہ نشین ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب جاہل اور بدکردار آدمی مل گئے اور فتنے بھڑک اٹھے اور مصائب بڑھ گئے اور آفات نے دور و نزدیک کا احاطہ کر لیا اور مؤمنوں پر ایک شدید زلزلہ طاری ہو گیا۔ اس وقت تمام لوگ آزمائے گئے اور خوفناک اور حواس باختہ کرنے والے حالات نمودار ہو گئے اور مؤمن ایسے لاچار تھے کہ گویا ان کے دلوں میں آگ کے انگارے دہکائے گئے ہوں یا وہ چھری سے ذبح کر دیئے گئے ہوں۔ کبھی تو وہ خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے اور گاہے ان فتنوں کے باعث جو جلا کر بھسم کر دینے والی آگ کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے روتے۔ امن کا شائبہ تک نہ تھا۔ فتنہ پرداز گند کے ڈھیر پر اُگے ہوئے سبزے کی طرح چھا گئے تھے۔ مؤمنوں کا خوف اور ان کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی تھی اور دل دہشت اور بے چینی سے لبریز تھے۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم وقت اور حضرت خاتم النبیین کے خلیفہ بنائے گئے۔ منافقوں کافروں اور مرتدوں کے جن رویوں اور طور طریقوں کا آپ نے مشاہدہ کیا ان سے آپ ہم و غم میں ڈوب گئے۔ آپ اس طرح روتے جیسے ساون کی جھڑی لگی ہو اور آپ کے آنسو چشمہ رواں کی طرح بہنے لگتے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے اللہ سے اسلام اور مسلمانوں کی خیر کی دعا مانگتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپ نے ہر طرح سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوست زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔ فتنے دور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مؤمنوں کو آفت سے بچا لیا اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور ان کیلئے ان کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا۔

جب حضرت اسامہ اور ان کے لشکر نے آرام کر لیا اور ان کی سواریاں بھی تازہ دم ہوگئیں اور اموال زکوۃ بھی بکثرت آ گئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے زائد تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوج کو تقسیم کیا اور گیارہ جھنڈے باندھے۔ ایک حضرت خالد بن ولید کیلئے جھنڈا باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ طلیحہ بن خویلد کے مقابلے پر جائیں ایک جھنڈا حضرت عکرمہ بن ابوجہل کیلئے باندھا اور ان کو مسیلمہ کے مقابلے کا حکم دیا۔ تیسرا جھنڈا حضرت مہاجر بن ابوامیہ کیلئے باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عنسی کی فوجوں کا مقابلہ کریں۔ اسی طرح حضرت خالد بن سعید بن عاص، حضرت عمرو بن عاص، حضرت حذیفہ بن محصن اور حضرت ارفجا کیلئے جھنڈا باندھا اور الگ الگ علاقوں میں باغیوں اور مرتدوں سے لڑنے کیلئے انہیں روانہ کیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے شرحبیل بن حسنہ کو حضرت عکرمہ بن ابوجہل کے پیچھے روانہ کیا۔ اسی طرح حضرت طریفہ بن حاطر کیلئے جھنڈا باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنو سلیم اور ہوازن کا مقابلہ کریں۔ دسواں جھنڈا حضرت سوید بن مقرن کیلئے باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقے تہامہ کی طرف جائیں اور گیارھواں جھنڈا حضرت علاء رضی اللہ عنہ بن حضرمی کیلئے باندھا اور ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ امراء ذوالقصہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے۔

حضرت ابوبکر کی اس تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے ایک مصنف لکھتے ہیں کہ ذوالقصہ فوجی مرکز قرار پایا یہاں سے منظم اسلامی افواج ارتداد کی تحریک کو کچلنے کیلئے مختلف علاقوں کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت ابوبکر کے منصوبہ سے منفرد عبقریت اور دقیق جغرافیائی تجربہ کا پتہ چلتا ہے۔ دستوں کی تقسیم اور ان کے مواقع کی تحدید سے واضح ہوتا ہے کہ ابوبکر جغرافیہ کا دقیق علم رکھتے تھے اور زمین کے نشانات اور انسانی آبادیوں اور جزیرۃ العرب کے راستوں سے بخوبی واقف تھے۔ ابوبکر کو ہمہ وقت اس کا پتہ رہتا تھا کہ فوج کہاں ہے۔ اس کے تحرکات اور جملہ امور سے بخوبی واقف رہتے تھے اور یہ بھی پتہ رہتا تھا کہ ان کو کیا کامیابی ہوئی اور کل کو کیا پروگرام ہے۔ مراسلات انتہائی دقیق اور تیز ہوا کرتے تھے اور میدان قتال سے خبریں برابر مدینہ مرکز قیادت میں ابوبکر کو پہنچتی رہتی تھیں۔ پوری فوج سے برابر رابطہ قائم رہتا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: ڈاکٹر علی محمد صلابی لکھتے ہیں کہ اسلامی لشکروں کی تیاری اور ٹھوس تنظیم کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ تحریری دعوت کا سلسلہ جاری رہا اور اس نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے ایک اہم خط تحریر کیا جو محدود مضمون پر مشتمل تھا۔ مرتدین سے قتال کیلئے افواج کو روانہ کرنے سے قبل آپ نے اس خط کو مرتدین اور ثابت قدم رہنے والے سب کے درمیان اونچے پیمانے پر ممکنہ حد تک نشر کرنے کی کوشش کی۔ قبائل کے پاس لوگوں کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہاں پہنچ کر ہر مجمع میں یہ خط سنائیں اور جس کو بھی اس خط کا مضمون پہنچے اسے حکم فرمایا کہ وہ ان لوگوں تک بات پہنچا دے جن تک نہیں پہنچی۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصنیف سر الخلافہ میں اس خط کا ذکر فرمایا ہے جو اس طرح ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط ابوبکر خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر خاص و عام کیلئے ہے جس تک بھی پہنچے خواہ وہ اسلام پر قائم رہا ہے یا اس سے پھِر گیا ہے۔ ہدایت کی اتباع کرنے والے ہر شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کے بعد گمراہی اور اندھے پن کی طرف نہیں لوٹا۔ پس میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس کا ہم اقرار کرتے ہیں اور جس نے اس سے انکار کیا اسے ہم کافر قرار دیتے ہیں اور اس سے جہاد کرتے ہیں۔ اما بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جناب سے حق دے کر اپنی مخلوق کی طرف مبشر نذیر اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر بھیجا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ڈرائیں جو زندہ ہو اور کافروں پر فرمان صادق آ جائے۔

میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی اور تمہارے اس بخت کی اور نصیب کے حصول کی جو اللہ کے ہاں تمہارے لئے مقرر ہے اور وہ تعلیم جو تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس لے کر آیا اس پر عمل کرنے کی تمہیں تاکید کرتا ہوں اور یہ کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی سے رہنمائی حاصل کرو اور اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رکھو کیونکہ ہر وہ شخص جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور ہر وہ شخص جسے وہ نہ بچائے وہ آزمائش میں پڑے گا اور ہر وہ شخص جس کی وہ اعانت نہ فرمائے وہ بے یار و مددگار ہے۔ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض نے اسلام کا اقرار کرنے اور اس پر عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہوئے اور اسکے معاملے میں جہالت برتتے ہوئے اور شیطان کی بات مانتے ہوئے اپنے دین سے ارتداد اختیار کر لیا ہے۔

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے پس اسے دشمن ہی بنائے رکھو۔ وہ اپنے گروہ کو محض اس لئے بلاتا ہے تا کہ وہ بھڑکتی آگ میں پڑنے والوں میں سے ہو جائیں۔ مَیں نے فلاں آدمی کو مقرر کر کے تمہاری طرف بھیجا ہے اور میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ نہ تو کسی سے جنگ کرے اور نہ اسے اس وقت تک قتل کرے جب تک وہ اللہ کے پیغام کی طرف بلا نہ لے۔ پھر جو اس پیغام کو قبول کر لے اور اقرار کر لے اور باز آ جائے اور نیک عمل کرے تو اس سے قبول کرے اور اس پر اس کی مدد کرے اور جس نے انکار کیا تو میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اس سے اس بات پر جنگ کرے۔ پھر جو اس کی اتباع کرے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے اور جس نے اسے ترک کیا تو وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکے گا اور میں نے اپنے پیغامبر کو حکم دیا ہے کہ وہ میرے اس خط کو تمہارے ہر مجمع میں پڑھ کر سنا دے اور اذان ہی اسلام کا اعلان ہے پس جب مسلمان اذان دیں تو وہ بھی اذان دے دیں اور ان پر حملہ سے رک جائیں اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان پر حملہ جلد کرو اور جب وہ اذان دے دیں تو جو ان پر فرائض ہیں ان کا مطالبہ کرو اور اگر وہ انکار کریں تو ان پر جلد حملہ کرو اور اگر اقرار کر لیں تو ان سے قبول کر لیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا دوسرا خط جو حضرت ابوبکرؓ نے لشکروں کے امراء کے نام لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے: امیر لشکر کو یہ تاکیدی حکم تھا کہ وہ ہر معاملے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرے جہاں تک اس کی استطاعت ہے اور اس کو اللہ کے معاملے میں جدوجہد کا اور ان لوگوں سے جہاد کا حکم دیا جنہوں نے اللہ سے پیٹھ پھیر لی اور اسلام سے رجوع کرتے ہوئے شیطانی آرزوؤں کو اختیار کر لیا۔ سب سے پہلے ان پر اتمام حجت کرے انہیں اسلام کی طرف دعوت دے۔ اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو ان لوگوں سے لڑائی سے رک جائے اور اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو ان پر فی الفور حملہ کرے یہاں تک کہ اسکے سامنے جھک جائیں۔ پھر وہ ان لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے اور وہ ان سے وصول کرے جو ان پر فرض ہے اور انہیں دے جو ان کے حقوق ہیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی یہی فرمایا ہے کہ جو تمہیں مشکل میں ڈالتے ہیں تم بھی ان سے ویسا ہی سلوک کرو جس طرح انہوں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ باغیوں نے جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں، مسلمانوں کو جلانے اور انہیں گھناؤنے طریقے سے قتل کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ان کو آگ میں جلایا ان کے گھروں کو جلایا ان کے بچوں بیویوں سب کو جلایا ان کا مثلہ کیا لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا تھا کہ ان سے ویسا ہی سلوک کرنا جیسا انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ فرمایا: یہ ذکر آگے بھی انشاء اللہ جاری رہے گا۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad